نورِ لم یزل



ضمیر یوسف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نورِ لم یزل

ضمیر یوسف

نام کتاب : نورِلم یزل (نعتیہ کلام کا مجموعہ)
شاعر : ضمیر یوسف
۲/۳۷۶، سرت چٹر جی روڈ، پلاٹ نمبر ۵۴
بی گارڈن، ہوڑہ-۷۱۱۱۰۳ (مغربی بنگال)
فون: 2688 1308
صفحات :
تعدادِ اشاعت : ۵۰۰/سو
سالِ اشاعت : ۲۰۰۴ء
قیمت : ۶۰/روپے
زیرِ اہتمام : مژگاں پبلیکیشنز
احمد ولا، ۸۵ جے، توپسیا روڈ، کولکاتا-۷۰۰۰۳۹

تقسیم کار:

عثمانیہ بک ڈپو، رابندر سرانی، کلکتہ-۷۳
ذاکر بک سنٹر، کولوٹولہ کلکتہ-۷۳

NOOR-E-LAMYAZAL

(A COLLECTION OF NAATS)
By
Zameer Yusuf

انتساب

ان پلکوں کے نام
جو یادِ رسول میں
ہمیشہ نم رہتی ہیں

اشکوں کے پھول نذرِ عقیدت کریں گے ہم
جس دن درِ نبی کی زیارت کریں گے ہم

''احتیاط وعقیدت کا قلمکار''

ضمیر یوسف کے نعتیہ مجموعے ''نورِلم یزل'' کے ہر شعر کو غور سے پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس بے ڈگری کے دور میں نعتیہ شاعری میں احتیاط واحترام کے ساتھ قلم اٹھانا بڑی سعادت وخوش قسمتی کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔

میرے خیال سے نعت کی توفیق اللہ کریم کے خصوصی انعامات میں سے ہے۔ یہ انھیں کو نصیب ہوتی ہے، جنھیں نوازنا ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات علیہ الصلاۃ والتسلیم نے حضرتِ حسانؓ بن ثابت کو منبر پر بٹھا کر نعت سنی، ردائے مبارک مرحمت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔

ادب میں رثائی شاعری کو جو مقام حاصل ہوا ہے نسبتاً نعتیہ شاعری کو وہ مقام ومرتبہ نہیں ملا جو اسے ملنا چاہئے تھا۔ جہاں تک میں نے سمجھا ہے، اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ رثائی شاعری میں چونکہ غلو سے کام لینے کی چھوٹ ہے جس سے شعراء کو کچھ کر دکھانے کا موقع ملتا ہے لیکن نعتیہ شاعری میں غلو کے لئے کوئی جگہ نہیں، شاید اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ نعت کہنا اور تلوار کی دھار پر چلنا برابر ہے۔ نعتیہ شاعری اگر حدِ نعت سے متجاوز ہوجائے تو شرک اور تنقیص کا مرتکب ہوجائے تو کفر بلکہ بدترین کفر اس لئے نعت گوئی سب سے مشکل صنفِ سخن ہے لیکن اِس کے باوجود یہ ہمیشہ سے شعراء کی کشش کا باعث بنی رہی اور لوگ اس پر طبع آزمائی کرتے رہے۔

صوفیائے کرام نے نعت گوئی کو بہت فروغ دیا۔ جب ہم نعتیہ شاعری کا عہد بہ عہد جائزہ لیتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ صوفیا کی نعت گوئی ایک بندھے بندھائے ڈھرّے

تک محدود تھی اور اُنھیں کی تقلید غیر صوفی شعراء بھی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ کئی صدیوں پر محیط ہے۔ بیسویں صدی نعتیہ شاعری کے حق میں بہت منوّر ثابت ہوئی۔ علامہ اقبال نے اپنی نعتیہ نظم ''ذوق وشوق'' سے اسے ایک نئی جہت سے آشنا کیا اور محسن کاکوروی نے نعتیہ قصیدوں سے فکر وتخیّل کو ایک نئی سمت دکھائی تو فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خاںؒ نے نعتیہ غزلوں میں ہزارہا مضامین داخل کر کے آنے والے شعراء کے لئے نئے نئے امکانات کے دروازے کھول دیئے۔

ضمیؔر یوسف کا یہ مجموعۂ نعت ''نورلم یزل'' نعتیہ غزلوں ہی تک محدود نہیں بلکہ اس میں نعتیہ ہائیکو اور نعتیہ ماہیے بھی ہیں جو اُن کے خلّاقانہ ذہن کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے جب اس قسم کی تخلیقی صلاحیت خدا نے عطا کی ہو تو نہ صرف تقلید سے انحراف کرے گا بلکہ کچھ اپنی طرف سے تجربے بھی کرے گا۔ ضمیؔر یوسف کے کلام میں دونوں ہی باتیں موجود ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

کچھ نہیں مشک کی، عنبر کی، سمن کی خوشبو
سب سے اچھی ہے محمد کے بدن کی خوشبو

چراغِ عشقِ رسولِ اکرم حریمِ دل میں جلا جلا کر
میں اپنی عقبیٰ بنا رہا ہوں نبی کی محفل سجا سجا کر

نبی کا طرزِ کلام پوچھا تو ہنس کے کہنے لگی یہ شبنم
گلوں نے سیکھا ہے مسکرانا تبسّمِ لب چرا چرا کر

اُن کی چوکھٹ کس لیے ہے، طاق ومنبر کس لیے
مضمحل ہے اے مرے دل کے کبوتر کس لیے

کچھ ماہیے دیکھیے جو عقیدت وعشق کا نُور لیے ہوئے ہیں۔

کونین کی دولت ہے
قلب میں روشن جو
سرکار کی اُلفت ہے

رحمت کے خزینے سے
بھیک ملی گُل کو
آقا کے پسینے سے

دیکھیے ہائیکو میں جمالِ مُصطفوی کی نُوری پرچھائیاں، عشق وعقیدت کے قلم سے وسیلے کی طلب پر یقین۔

کچھ بھی نہیں گلاب
اُن ؐ کی صورت کے آگے
پھیکا ہے مہتاب

دل ہے عبث ملول
مانگ وسیلے سے اُن ؐ کے
ہوگی دعا قبول

نعتیہ شاعری کا تعلق براہ راست سیرتِ پاک اور صورتِ پاک سے ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم کی جسمانی خصوصیات اور کردار کے مختلف پہلوؤں کا ذکر اشعار میں شعراء کا محبوب مشغلہ رہا ہے مگر اس کے بیان کرنے میں ہوش مندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں ذرا سی غفلت ہوگی، بات کہیں سے کہیں جا پہنچے گی۔ ضمیر یوسف اس معاملے میں نہایت محتاط ہیں اور انھیں اس بات کا شدّت سے احساس ہے کہ۔

انسانی تخیئل کے آئینے میں سمانا مشکل ہے
حُسنِ رسولِ پاک ہے کیسا یہ بتلانا مشکل ہے

حضورِ اکرم کی جسمانی خصوصیات کا بیان ملاحظہ کریں۔

لَیل ہیں زلفیں، شمس ہے چہرہ، کوثر آنکھیں، باتیں نُور
حُسنِ مکمّل ہیں، انؐ کی تصویر بنا نا مشکل ہے

اللہ اللہ شہہِ لولاک کا اندازِ خرام
جس طرف جاتے ہیں، خوشبو سی بکھر جاتی ہے

کہاں ہے تابِ بصیرت جو دیکھے روئے رسول
"نظر ٹھہرتی نہیں عارضِ منوّر پر"

ضمیر یوسف کی سیرت نگاری کی طرف آیئے تو ایسے اشعار ملیں گے۔

پیار کی شبنم سے آقا نے صحرا کو گلزار کیا
ظلم کی اونچی چٹانوں پر پُھول کھلانا مشکل ہے

جو طریقے سے جدا ہو آپؐ کے
زندگی پھر وہ کہاں یا مصطفیٰ

اس مجموعے کے بیشتر اشعار عشق وعرفان کے سانچے میں ڈھلے ہیں۔ایک شاعر کے لیے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی کہ اس نے محبوبِ خدا ﷺ کی تعریف و توصیف نعتیہ اشعار کی شکل میں پیش کرکے اور حکمِ ربّ الانام کی تعمیل کرکے انسانی عظمت کا پرچم پھہرایا۔

جو ضمیر نے لکھا ہے ترے حُسن کا قصیدہ
وہ ہے آخرت کا توشہ، وہ متاعِ کُل جہاں ہے

جہاں تک ضمیر یوسف کی فنکارانہ صلاحیتوں کا تعلق ہے، اُس میں کوئی دورائے نہیں کہ زبان و بیان پر اُن کی بڑی اچھی گرفت ہے۔ سلاست و روانی کلام کا خاص جوہر ہے۔ شعری جمالیات پر ان کا خاص دھیان رہتا ہے اور اسی چیز نے انھیں دوسروں سے ممتاز کر دیا ہے۔ میری دُعا ہے کہ رسولِ کائنات علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش کیا جانے والا یہ منظوم خراجِ عشق و عقیدت آخرت کے توشے کا درجہ حاصل کرے اور عوام کی قبولیت بھی۔

دُعا گو

بیکل اُتساہی (بلرام پور)

پدم شری و سابق ممبر آف پارلیامنٹ

(راجیہ سبھا)

سامانِ بصیرت و بصارت

۱۹۸۰ء کے بعد مغربی بنگال کے افق پر ابھرنے والے اردو شاعروں میں ایک نمایاں نام ضمیر یوسف کا ہے۔ انھوں نے اپنی مشق و مزاولت، شگفتہ بیانی اور تازہ کاری کی وجہ سے جلد ہی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ یہاں کے بیشتر قناعت پسند قلم کاروں کی طرح انھوں نے خود کو ادبی نشستوں اور مشاعروں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی تخلیقات کی اشاعت کی طرف بھی مائل ہوئے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ ادب وشعر سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ان کے نام اور کام سے بھی واقف ہوتے گئے۔ شاعری کی ابتداء تو انھوں نے غزل نگاری ہی سے کی لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد دوسری اصنافِ سخن رباعی، قطعہ، ماہیا اور ہائیکو وغیرہ پر بھی طبع آزمائی کرنے لگے اور پھر نعت گوئی کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ نعتوں کا ایک مختصر مجموعہ ''ایمان کی خوشبو'' ۱۹۸۸ء میں منظرِ عام پر بھی آیا۔ ۱۹۹۹ء میں ان کی غزلوں کا مجموعہ ''غزل کے جھروکے'' کے عنوان سے شائع ہوا اور اب نعتوں کی کتاب ''نورِلم یزل'' پیش کررہے ہیں۔

اردو میں نعت گوئی کی روایت شروع ہی سے رہی ہے۔ دکن اور شمالی ہندوستان میں نعت گوشعراء کی ایک طویل فہرست ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ بیشتر شاعروں نے (وہ چھوٹے ہوں یا بڑے)، رسولِ اکرمؐ سے اپنے جذبات وعقیدت ومحبت کے اظہار کے

لیے نعتیہ اشعار کا سہارا لیا ہے۔ عموماً شعراء اپنے دیوان کی ابتدا حمد و نعت سے کیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ امیر مینائی اور مرزا داغ کے تلامذہ تک ملتا ہے۔ بعد میں اس پر سختی سے عمل نہیں ہوا۔ عہدِ حاضر میں نعت گوئی کی بازیافت ہوئی ہے۔ بیشتر رسالوں میں حمدیہ و نعتیہ شاعری کے نمونے نظر آتے ہیں۔ نعتیہ مشاعرے بھی منعقد ہو رہے ہیں اور نعتوں کے مجموعے بھی منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں۔

نعت گوئی کا فن بہ ظاہر آسان نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں ہے بہت دشوار۔ محض احساساتِ عقیدت اور جذباتِ محبت کو نظم کر دینے کا نام نعت نہیں ہے۔ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ شعری ضرورتوں اور فنی نزاکتوں کو بھی پیشِ نظر رکھنا پڑتا ہے اور تب نعت گوئی کا تقاضا پورا ہوتا ہے۔ نعت کا موضوع بہت ہی مقدس و محترم ہے اس لیے نعت گوئی میں موضوع کی حرمت اور خیال کی طہارت پر دوسری اصناف کی بہ نسبت زیادہ نگاہ رکھنی پڑتی ہے۔ یہاں ذرا سی بے راہ روی سے شاعر کی فکری کاوشوں کا خون ہو جاتا ہے۔ قلم نے ذرا بھی حدِ اعتدال سے روگردانی کی اور اس کے ڈانڈے کفر و شرک تک پہنچ گئے۔ اس میں افراط و تفریط کا بڑا خطرہ رہتا ہے۔ بڑے بڑوں کے قدم یہاں ڈگمگا گئے ہیں اس لیے اس راہ میں پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔

با خدا دیوانہ باشی با محمد ہوشیار

خوشی کی بات ہے کہ ضمیر یوسف نے اپنی نعتوں میں مجموعی طور سے حفظِ مراتب کا خیال رکھا ہے۔ وفورِ شوق اور جذباتِ عقیدت کے اظہار میں ان کا قلم محتاط ہے۔ فنی لوازمات اور شعری محاسن سے بھی انھوں نے صرفِ نظر نہیں کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں ایسا تاثر ہے جو دل کو چھوتا ہے اور دماغ کو سرشار کرتا ہے۔ درج ذیل چند اشعار اس خیال کی تائید کریں گے۔

اللہ اللہ شہہِ لولاک کا اندازِ خرام
جس طرف جاتے ہیں خوشبو سی بکھر جاتی ہے

اک تبسم ، اک تکلم ، اک ادا
پھول ، شبنم ، کہکشاں یا مصطفیٰ

یہ صدقہ ہے نبیِ پاک کے نطقِ مقدّس کا
مرے لفظوں میں جو شائستگی معلوم ہوتی ہے

ہو خیال کی بھی لغزش تو عبادتیں اکارت
تری ذات آئینہ ہے ، تو یقینِ بے گماں ہے

عمر بھر کی خوشی کے لیے
عمر بھر ان کا غم چاہیے

میری پلکوں پہ چمکتے ہوئے جگنو ہوں گے
سامنے جب وہ درِ شاہِ رسولاں ہوگا

ضمیرؔ ان کے نقوشِ قدم ہیں مشعلِ راہ
کھلے ہیں آج بھی ان کی ہدایتوں کے گلاب

نعت کے لیے کوئی ہیئت یا فارم مخصوص نہیں ہے۔ شروع میں نعتیں مثنوی، قصیدہ، اور غزل کی ہیئت میں لکھی جاتی تھیں لیکن جب نظم نگاری مختلف ہیئتوں میں ہونے لگی اور اس میں نئے نئے تجربے کیے گئے تو اس کا اثر نعت نگاری پر بھی ہوا اور عہدِ حاضر میں نعتیں نظم ، آزاد نظم ، رباعی ، ماہیا ، ہائیکو اور دوہے کے فارم میں بھی لکھی جارہی ہیں۔ ضمیر یوسف کی زیادہ تر نعتیں غزل کے فارم میں ہیں۔ مجموعے میں کچھ نعتیں رباعی ، ماہیا ، ہائیکو اور دوہے کے فارم میں بھی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے کہ اس رباعی میں شاعر نے کس والہانہ انداز میں اپنی تمنائے دلی کا اظہار کیا ہے۔

اس دل کی تمنا کو مٹا دے اللہ
ان آنکھوں کی اب پیاس بجھا دے اللہ

جس شہر کی قرآن نے کھائی ہے قسم
وہ شہرِ کرم مجھ کو دکھا دے اللہ

اردو شاعری میں تعلّی عام ہے۔ خودستائی ہمارے شعری مزاج کا حصہ بن گئی ہے مگر نعت گوئی کے لیے یہ سمِ قاتل ہے۔ یہاں عجز و نیاز ہی مرغوب و مطلوب ہیں۔ ضمیر یوسف کو اس کا احساس ہے۔ رسولِ اکرم کی توصیف نگاری میں اپنی کم مائیگی کا اظہار انھوں نے متعدد اشعار میں کیا ہے۔ ایک شعر دیکھیے۔

ہر قلم معذور ہے جب نعت گوئی میں ضمیر
تجھ سے کب ممکن ہے حق اس کا ادا ہو جائے گا

ضمیر یوسف کے اشعار پڑھ کر اور شعر و ادب کی طرف ان کی سنجیدہ لگن دیکھ کر میں اپنی آنکھوں میں بہت ساری امیدوں کی شمعیں روشن کر کے ان کی طرف تاک رہا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ یہ کھلی آنکھوں سے ذات و کائنات کا مطالعہ و مشاہدہ کرتے رہیں گے تاکہ آوازوں کی بھیڑ میں ان کی آواز گم نہ ہونے پائے۔

میری نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہیں۔ میں ان کی اس نئی کتاب کا خیر مقدم کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ مجموعہ ''نورِ لم یزل'' قلب و نظر کے لیے سامانِ بصیرت و بصارت ہوگا۔

علقمہ شبلی
سابق وائس چیرمین
مغربی بنگال اردو اکاڈمی

۱۳؍اپریل ۲۰۰۴ء

☆☆☆

ضمیر یوسف کی نعت

نُور افزا ابلوغیت سے ہمکنار

نعت بلا شبہ اردو شاعری کی ایک اہم، مقبولِ عام اور قابلِ توجہ صنفِ سخن ہے۔ مدت دراز تک یہ ایک مخصوص طبقہ تک محدود رہی اور خانقاہوں، سیرت النبی کے جلسوں اور میلاد کی محفلوں میں سنائی اور گائی جاتی رہی ہے۔ قوالوں اور گراموفون کمپنیوں کے لئے عموماً کم علم اور نیم خواندہ قسم کے سخن سازوں نے انتہائی مبالغہ آمیز شعر وضع کیے۔ ایسے نام نہاد شعراء نے الوہیت اور نبوت کے حدود کو سمجھے بغیر خدا کو محمد اور محمد کو خدا بنا دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ رام پرکاش (درگ) نے اپنے ایک مکتوب (مطبوعہ ''گلبن'' احمد آباد) میں تحریر کیا کہ انھوں نے اپنے بچپن کے زمانے میں ایک نعت سنی تھی جو بطور قوالی گائی جاتی تھی اور بے حد مشہور تھی۔ اس میں یہ شعر بھی شامل تھا۔

شریعت کا ڈر ہے اگر سچ بتا دوں
محمد جہاں میں خدا بن کے آیا

ایک بار فن نعت گوئی پر گفتگو کے دوران ڈاکٹر خورشید جہاں نے ایک گراموفون ریکارڈ کا مجھ سے تذکرہ کیا، جواب بھی ان کے آبائی مکان میں موجود ہے۔ اس

میں ایک نعت کی ریکارڈنگ ہے جس کا ایک مصرعہ یہ بھی ہے ۔

محمد خدا ہیں ، خدا ہیں محمد

بعض قابلِ ذکر شعراء نے بھی ایسے اشعار کہے ہیں جو اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ وہ محمد ﷺ کو خدا اور خدائے بزرگ و برتر کو رسولِ اکرم ﷺ تسلیم کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار سے اس بات کی توثیق ہو جائے گی ۔

عقل کہتی ہے مثلنا کہیے
عشق بے تاب ہے خدا کہیے

ذاتِ احمد تھی یا خدا تھا
سایہ کیا میم تک جدا تھا

محمد نے خدائی کی خدا نے مصطفائی کی
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے، کوئی جانے تو کیا جانے

اللہ کے پلّے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

ان تمام اشعار سے ظاہر ہے کہ شعراء فصیلِ احتیاط اور حدِ شریعت سے باہر نکل گئے اور قابلِ مذمت ٹھہرے۔ شاید ایسے ہی شعراء نے مشاہیر اہلِ قلم حضرات کو اس قسم کی باتیں لکھنے پر مجبور کیا۔

''نعت کا جو طرز ہمارے شعراء نے اختیار کیا ہے، وہ بہت قابلِ اصلاح ہے''

(مولوی عبدالحق)

''نعت گوئی کی راہ میں سب سے بڑی لغزش الوہیت اور نبوت کے حدود کو سمجھنے میں ہوتی ہے''

(شاہ معین الدین احمد ندوی)

''ہماری نعت گوئی کا دامن ایک حد تک بے ادبی سے آلودہ ہے''

(والی آسی)

''نعت گو شاعر پر اوزان و بحور کی ہی پابندیاں عاید نہیں بلکہ اسلام کی عاید کردہ پابندیاں بھی ہیں''

(ناز انصاری)

اس طرح کی باتیں بے شمار لوگوں نے لکھی ہیں۔ اس کے باوجود نعت گوئی کا ذوق و شوق شدت اختیار کرتا گیا۔ معروف شعراء کرام بھی نعت کہنے لگے اور ہندوپاک کے بیشتر معیاری ادبی جرائد میں نعت کے لیے صفحات مختص ہو گئے اور نہایت اہتمام سے اس کی اشاعت ہونے لگی۔ بقول ناوک حمزہ پوری:

''اردو کا غالباً ایک بھی شاعر خواہ مسلمان ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو یا کسی اور عقیدے کا، ایسا نہ ملے گا جس نے نعتیہ اشعار نہیں کہے ہوں۔ یہ اردو کے اپنے مزاج اور تہذیب کی دین ہے''

(''گلبن'' احمد آباد-نعت نمبر)

اس حقیقت کا بہر حال اعتراف کرنا ہوگا۔ کسی نے کہا ہے ''صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں'' تو چندر پرکاش جوہر بجنوری یوں گویا ہوئے ۔

میں ہندو ہوں مگر ایمان رکھتا ہوں محمد پر
کوئی انداز تو دیکھے مری کافر ادائی کا!

ادھر چند دہائیوں میں نعت نگاری کو بے حد فروغ حاصل ہوا ہے۔ ان گنت شعراء نعت کہنے لگے ہیں اور بے شمار (نعتیہ کلام پر مشتمل) مجموعے بھی شائع

ہوئے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ انتہائی دلآویز اور متاثر کن لب ولہجہ میں اب نعتیہ شعر تخلیق کیے جارہے ہیں۔ ایسے ہی خوش اسلوب نعت گو شاعروں کی صف میں نئی نسل کے شاعر ضمیر یوسف بھی شامل ہیں جو نعت کے لفظ لفظ کو نگینوی آب و تاب بخشنے اور جذبہ و احساس کو شعور وفن کی نور افزا بلوغیت سے ہمکنار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کے اکثر اشعار میں نئی فکری جہتوں اور اظہار کے نئے زاویوں کا فن کارانہ شعری اظہار ادب خیز ہونے کے ساتھ ہی نشاط انگیز بھی ہے۔ غمِ دوراں ہو یا گردشِ حالات، اس سے نجات کی سبیل گذشتہ پانچ دہائیوں میں کہاں نکل سکی۔ اس آگ اور تپش سے خود کو محفوظ رکھنے کی خاطر انھوں نے اس انداز کے شعر تخلیق کئے ہیں۔

جب بھی مایوس کیا گردشِ دوراں نے مجھے
یا نبیؐ آپؐ کی رحمت کی طرف دھیان گیا

غرق پھر عالم اندھیروں میں ہوا
زندگی ہے نوحہ خواں یا مصطفیٰؐ!

رسول اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم صرف اہلِ اسلام کے لئے رحمت بن کرنہیں آئے۔ وہ تو سرورِ کائنات اور رحمت العالمین بنا کر بھیجے گئے۔ وہ سراپا رحمت ہیں اور میری نظر سے دیکھیے تو دنیا کے ہر مذہب، ہر قبیلے اور ہر نظریے کا انسان ان کے نُور سے منور ہے۔ بس ضرورت ہے کہ وہ اک ذرا گردن جھکائے دیکھ لے۔
ضمیر یوسف نے رحمتِ نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم کا تذکرہ مختلف اندز میں بار بار کیا ہے۔ چند اشعار سے آپ بھی فیض یاب ہوں۔

ایسا سخی دیکھا ہی نہیں ہے چشمِ فلک نے آج تلک
جو کھا کر رحمت کے گہر دنیا میں لٹانا مشکل ہے

قبر کی تاریکیوں سے ہم نہیں ڈرتے ضمیرؔ
''رحمتِ کونین'' ہیں، ''انوار پیکر'' کس لیے

جب نہیں ملتا سہارا دہر میں کوئی حضورؐ
آپ کی رحمت کی جانب مجھ کو دکھلاتا ہے دل

دنیا کی آرزو نہیں، دولت کی جستجو نہیں
جس کو رسولِ پاک کی رحمت کا آسرا ملا

زمانہ حشر تک پاتا رہے گا فیض رحمت کا
لیے بیٹھے ہیں آقا دولتِ انوار ہاتھوں میں

وہ نعمتِ دارین لیے آئے ہیں
ہر دل کے لیے چین لیے آئے ہیں
مغموم نہ ہو درد کی ماری دنیا
رحمت شہہِ کونین لیے آئے ہیں

(رباعی)

نعتیہ شاعری سے متعلق دو باتیں اکثر علمائے فن لکھتے رہے ہیں۔ایک یہ کہ نعت گوئی بے حد مشکل فن ہے اور عشقِ رسول صلی اللہ وعلیہ وسلم کے بغیر اچھی نعت نہیں لکھی جاسکتی۔دوسری یہ کہ نعتیہ شاعری توصیفی یا عقیدت کی شاعری ہے لہٰذا یہ عام طور پر شعریت سے عاری وخالی ہوتی ہے۔ایسے تمام اقوال میرے لیے ہیجان کا باعث ہیں۔کسی بات کو محض منظوم کردینا اور بات ہے اور اسے شاعرانہ اوصاف سے مزین کرنا بالکل مختلف عمل ہے۔پہلا کام کوئی متشاعر، ناظم یا موزوں طبع سخن

ساز انجام دے سکتا ہے، کتنے ہی محبِ رسول نے سرشاری کے عالم میں نعتیہ شعر کہے ہیں۔ ان میں جذبے کی شدت زیادہ ہے مگر فن کاری عنقا ہے اور عروضی و فنی اسقام بھی جا بجا نظر آتے ہیں۔ چونکہ میں خطائے بزرگان گرفتن خطا است'' کا قائل ہوں لہٰذا نمونتاً اشعار پیش کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔

میرا خیال ہے کہ تخلیقی ذہن رکھنے والا با کمال شاعر ہی اچھی اور معیاری نعت بھی کہہ سکتا ہے۔ ضمیر یوسف دنیائے شعر و ادب میں نہ تو اجنبی ہیں اور نہ محتاجِ تعارف۔ وہ مقتدر ادبی جریدوں میں متواتر اور مسلسل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ وہ مختلف شعری اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ انھوں نے غزل، دوہے، رباعی اور ماہیے لکھے ہیں اور غزل کے فارم میں نعت کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ ''ایمان کی خوشبو'' ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا تھا جس میں ان کا نعتیہ کلام شامل تھا۔ اس کی پذیرائی کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر سراج احمد بستوی نے اپنے تحقیقی مقالے میں نہ صرف اس کا تذکرہ کیا بلکہ چند اشعار بھی بطور حوالہ پیش کیے ہیں۔

ضمیر یوسف کی نعت میرے اس خیال کو تقویت بخشتی ہے کہ انھوں نے اپنی نعتیہ شاعری کو شعریت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے۔ مثال کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں ۔

جب مجھے بادِ صبا چھو کے گزر جاتی ہے
یادِ طیبہ کی تپش اور ابھر جاتی ہے

آقا ترے کرم کی طرف ہے مری نظر
ہے موجِ تند و تیز کی یلغار اور میں

بیڑیوں کی تپتے صحرا کی اسے پروا نہیں
حد سے جب عشقِ شہہ دیں میں گزر جاتا ہے دل

ذکرِ رسول کے بغیر ، یادِ رسول کے بغیر
کچھ بھی نہ پاسکو گے تم کر کے خدا خدا فقط

نہ تھی کشتی سلامت اور نہ تھی پتوار ہاتھوں میں
ملا ساحل جب آیا دامنِ سرکار ہاتھوں میں

خدا ربِ العالمین ہے اور رسول رحمت اللعالمین۔ان کے تذکرے کے بغیر اللہ ہو اللہ ہو بے فائدہ ہے۔ بابِ اسلام میں قدم رکھنے سے پہلے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ بھی کہنا لازمی ہوتا ہے۔ کتنی ہی تحریکات، عقیدے اور فلسفے دریا برد ہو گئے مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوالِ زریں کتاب کتاب، صفحہ صفحہ اور سطر سطر روشن ہیں۔ان کا کرم ان کی یاد اور ان سے والہانہ ذہنی وابستگی بیشک لفظ وخیال کو اعتبار بخشتی ہے۔

ضمیر یوسف کی نظر میں نعت گوئی وہ معتبر صنفِ شاعری ہے جو ذہن وشعور کو سرشاری بھی عطا کرتی ہے۔شاعر کو امتیازی درجہ، قابلِ رشک وقار اور سر بلندی سے بھی ہم کنار کرتی ہے اور بلاشبہ یہی صنف اس کے حق میں تمغۂ تبریک اور توشۂ آخرت بھی ہے۔

ضمیر یوسف نے اکثر مقطعوں میں اپنے اس جذبۂ صادق کا اظہار خوش تاثیر لب ولہجہ میں کیا ہے۔

کیا یہ ضمیر اعزاز سے کم ہے اپنے نبی کا شاعر ہوں
عشق نہیں ہو گر آقا سے، نعت سنانا مشکل ہے

جو ضمیر نے لکھا ہے ترے حسن کا قصیدہ
وہ ہے آخرت کا توشہ، وہ متاعِ کل جہاں ہے

وہ غزل ہو کہ رباعی کہ قصیدہ ہو ضمیرؔ
سب سے پیاری ہے مجھے نعت کے فن کی خوشبو

حشر کے روز ضمیرؔ اپنی شفاعت کے لیے
ساتھ اپنے میں لیے نعت کا دیوان گیا

بخشش کا میری یہ تو ذریعہ ہے اے ضمیرؔ
بزمِ رسول نعت کے اشعار اور میں

نعت کے شعر اسی امید پہ لکھتا ہوں ضمیرؔ
میری بخشش کا ذریعہ مرا دیواں ہوگا

مدحتِ مصطفےٰ کے ہی صدقے میں آج اے ضمیرؔ
اہلِ سخن کے درمیاں تجھ کو بھی مرتبہ ملا

یہ مشہور قول ہے کہ ''ابتدا میں لفظ تھا اور لفظ ہی خدا ہے''۔ مولانا رومؒ کا خیال ہے کہ ''حرف'' اللہ کا نام ہے۔ علامہ اقبال نے فن کو عبادت کا درجہ دیا ہے اور بقول حضرت علیؓ ادب اول تا آخر جمال ہے۔ محض لباسِ فاخرہ اور دولت وثروت کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد وعورت پر علم کو فرض کیا نیز اس کی فضیلت بیان کی۔ انتہا تو یہ ہے کہ علم چاہے چین میں حاصل کیا جائے، چاہے کسی غیر مسلم کی درس گاہ میں، علم وہ جوہر ہے جس کی تب وتاب عمر کے ساتھ بڑھتی ہے۔ علم وادب اور شعر وفن کا پرچم ہمیشہ ہمارے یہاں بلند رہا ہے مگر موجودہ عہد میں زبان اور مذہب دونوں سطح پر مسلمان بڑی حد تک اپنی شناخت کھو چکا ہے۔ نہ تو مذہبی اداروں میں شعر وادب پنپ رہا ہے اور نہ کالجوں اور یونیورسٹیوں

میں۔ایسے پُر آشوب دور میں شعر وادب کی آبیاری کے ساتھ ضمیر یوسف اگر نعتیہ شعر وفن میں سرگرم عمل ہیں تو یقیناً قابلِ صد آفریں ہیں۔

مطالعۂ نعتِ پاک ہو یا تخلیقِ نعتِ پاک دونوں ہی اپنی عاقبت سنوارنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔نعت سنانا اور نعتیہ کلام سننا دونوں ہی حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔لہٰذا فنِ نعت نگاری کو اولیت بھی حاصل ہے۔اسے ایک مستقل صنفِ شعر کا درجہ بھی دیا جا چکا ہے اور بارگاہِ رسالت میں اسے شرفِ قبولیت بھی حاصل رہی ہے۔اس لیے مجھے یقین ہے کہ ضمیر یوسف کی نعتیہ شاعری ہر سطح اور ہر مسلک کے قارئین میں پذیرائی حاصل کرے گی اور ضمیر یوسف ایک منفرد نعت نگار کی حیثیت سے بھی مملکتِ شعر وفن میں اپنی جگہ محفوظ کرالیں گے کیونکہ ان کا ذہن و شعور روشن ہے، نگاہ بالیدہ ہے اور ایمان افروز تخلیقیت ان کے ادراک کا حصہ بن چکی ہے اور اب یہ شعر ان کے لیے آئینۂ حیات ہے۔

دل میں یہی ہے آرزو لب پر ہے یہ دعا فقط
نظروں کے سامنے رہے جلوۂ مصطفےٰ فقط
انھیں اس سے زیادہ کی نہ طلب ہے نہ ہوس

ظہیر غازی پوری
(ہاشمیہ کالونی ہزاری باغ)

اس کا لفظ نُورِ لم یَزل بن کر چمکے

''نُورلم یَزل'' نوجوان شاعر جناب ضمیؔر یوسف کی نعتوں کا مجموعہ ہے۔ ضمیر یوسف سلمہٗ اپنی اس مقدس اور متبرک کاوش پر مجھ سے کچھ لکھوانے کے لئے غریب خانے پر آئے تو میں نے اس کے بابرکت مسودے کو ہاتھ نہیں لگایا کیونکہ اس وقت میں بے وضو تھا اور نعتوں کے کسی مجموعے کو بے وضو ہاتھ لگانا میں گُناہ سمجھتا ہوں۔

میں نے ضمیؔر یوسف سے کہا کہ لگتا ہے قیامت بہت قریب ہے آپ میرے جیسے گنہگار سے نعتوں کے مجموعے پر کچھ لکھوانا چاہتے ہیں مگر جناب ضمیؔر یوسف بضد اور مصر ہو گئے کہ میں کچھ نہ کچھ لکھوں۔ اب عذاب وثواب ضمیؔر یوسف کی گردن پر ہوگا۔ میں انشاءاللہ بری ہو جاؤں گا۔

ضمیر احمد خاں ضمیر یوسف کی نعتوں کا مجموعہ ''ایمان کی خوشبو'' کے نام سے منصہ ٔشہود پر آ کر مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ ان کی غزلوں کا مجموعہ ''غزل کے جھروکے'' کے نام سے عوام وخواص میں مقبول ہو چکا ہے۔ ضمیؔر یوسف کی نثر بھی اچھی ہے اور وہ بڑی خوبصورت زبان بولتے ہیں۔ ادبی تقریبات کے بہت اچھے نقیب ہیں۔ اس باب میں ثقلین حیدر مرحوم اور منور رانا کے بعد ہی ان کا مقام ہے۔

ضمیؔر یوسف ایک کامیاب اور مکمل شاعر ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر صنفِ سخن پر بڑی مشاقی سے طبع آزمائی کرتے ہیں۔ اس کم عمری میں ان کا یہ حال ہے تو بعد میں کیا سے کیا ہو جائیں گے۔ اردو کے اکابر یا اصاغر لکھتے ہیں کہ نعت گوئی ایسا مشکل فن ہے جس میں غلو یا کوئی لغزش ہو تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اس رائے سے مجھے

اختلاف ہے۔نعت گوئی میں غلو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ سرورِ کائنات احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ وعلیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے ورفعنا لک ذکرک تو آپ کی تعریف و مدحت کیونکر بیان ہو سکتی ہے۔سیدھی اور مختصر بات ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔اسی بات یا عجزِ بیان کو ضمیر یوسف نے اس طرح کہا ہے ۔

ہر قلم معذور ہے جب نعت گوئی میں ضمیر
تجھ سے کب ممکن ہے حق اس کا ادا ہو جائے گا

ضمیر یوسفؔ کی نعتوں میں روانی بھی ہے، سلاست بھی، بلاغت بھی۔ضمیر یوسف کے اس مطلع میں انتہائی عجیب وغریب حسنِ تکرار دیکھیے ۔

معجزہ معجزہ معجزہ معجزہ
ہے عیاں ہر طرف نور کا معجزہ

یہ مطلع پڑھ کر آفاق فاخری کا مطلع یاد آ گیا کہ ۔

اُن کی نسبت سے آفاق سارا جہاں
کیا سے کیا، کیا سے کیا، کیا سے کیا ہوگا

ضمیر یوسف کا اسلامی مطالعہ بہت اچھا ہے۔کہتے ہیں کہ ۔

سانپ کے ڈسنے کا بھی کچھ غم نہیں
دیکھیے آقا سے الفت دیکھیے

جہاں تک مجھ کو یاد ہے، نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم غارِ ثور میں حضرت ابو بکر صدیق کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر سو رہے تھے تو حضرت ابو بکر کو سانپ نے نہیں ڈسا تھا بلکہ بچھو نے ڈنک مارا تھا۔حضرت ابو بکر نے اُف تک نہ کی مگر شدتِ کرب سے آنسو نکل پڑے اور آنسوؤں کے قطرے جسم اطہر پر پڑے تو حضور کی آنکھیں کھل گئیں۔آپ نے اپنا لعابِ مبارک درد کے مقام پر لگایا تو درد کافور ہو گیا۔

درِ رحمت ہے یہ لطف و کرم سب پر برابر ہے
کوئی آقا کی نظروں میں نہ اسود ہے نہ احمر ہے

یہ شعر خطبۂ حجتہ الوداع کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور نے مساواتِ انسانی کا عالمی چارٹر پیش فرمایا تھا اور خطبۂ حجتہ الوداع ہی ورلڈ آرڈر بن سکتا ہے۔ امریکہ کا نہیں تنظیم اسلامی کانفرنس امریکہ کی باندی ہے اس لئے وہ عالمی رائے عامہ کے سامنے خطبہ حجتہ الوداع پیش کرنے سے قاصر ہے۔

نعت پاک میں زبان کا یہ شعر دیکھئے۔

اک تبسم، اک تکلم، اک ادا
پھول، شبنم، کہکشاں یا مصطفیٰ

کیا اب بھی کوئی شک ہے کہ اردو، دنیا کی سب سے اچھی اور پیاری زبان ہے۔ یہ شعر دیکھئے جو ایک واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضور سفرِ ہجرت کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو اپنے بسترِ مبارک پر حضرتِ علیؓ کو سُلا کر گئے تھے۔

نازاں تھی مقدر پہ بہت ذات علیؓ کی
واللہ شبِ ہجرتِ سُلطانِ مدینہ

مغربی بنگال ترقی پسندوں کا گڑھ ہے اس لئے بہت شعراء اپنی قادر الکلامی کے باوجود نعت کہنے سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ ان پر رجعت پسندی کا الزام نہ آئے جبکہ انقلاب زندہ باد کہنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر انقلاب بھی تھے۔ ایک صحابی حضور کی خدمت میں آئے۔ سلام کیا اور مصافحہ کیا۔ حضور نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ اتنے کُھردرے کیوں ہیں! صحابی نے جواب دیا کہ انہی ہاتھوں سے کُدال کے ذریعہ لکڑیاں کاٹتا ہوں۔ حضور نے ان ہاتھوں کو چوم لیا اور محنت کو عظمت کا شرف بخشا۔ دُنیا بھر کے وزرائے محنت ملاحظہ کریں کہ اسلام میں مزدور کا کتنا بڑا درجہ ہے۔

ضمیر یوسف عاشقِ رسول ہیں اس لئے ان شاعروں کو شاعر ہی نہیں کہتے جو نعت نہیں کہتے۔

لاکھ دانشور ہوں جو نعتِ نبیؐ کہتے نہیں
ہم کہیں ایسے سخنور کو سخنور کس لئے

اللہ کا فضل ہے کہ میں اگر چہ نیم شاعر ہوں مگر نعت کہنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ میری نعت کا ایک شعر ہے۔

جہاں میں یوں تو آنے کو ہر اک عالی مقام آیا
مگر اللہ کا محبوب باصد احترام آیا

ضمیر یوسف یہ نہ کہیں کہ۔

حشر کے روز ضمیر اپنی شفاعت کے لئے
ساتھ میں اپنے لئے نعت کا دیوان گیا

شاعر موصوف جنت میں ضرور جائیں گے مگر اس گنہگار کو بھی ساتھ لے لیں کہ میں نے بھی شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے اُنگلی کٹائی ہے۔

بہت سے غیر مسلم شعراء نے بھی نعت کہی ہے۔ پنڈت لبھو رام جوش ملیسانی کہتے ہیں کہ۔

جمال اللہ اللہ کمال اللہ اللہ
ہر اک بات ہے لا مثال اللہ اللہ

کنور مہنور سنگھ بیدی سحر کہتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ محمدؐ مسلمانوں کے ہی نہیں ہمارے بھی ہیں۔ چندر پرکاش جوہر بجنوری مشاعروں میں نعت پڑھنے سے پہلے سامعین سے کہتے ہیں بیڑی سگریٹ پھینک دیں اور سر ڈھک لیں۔ اسی کو ضمیر یوسف اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اسلام میں محدود نہیں اُن کی بڑائی
ہر قوم میں ہے شہرتِ سلطانِ مدینہ

ضمیر یوسف کو خواب میں حضور کی زیارت کا بڑا اشوق ہے۔ میرے نانا مولانا صوفی عبدالرؤف پیر و مرشد تھے۔ وہ اپنے مریدوں کو عشا کی نماز کے بعد بتاتے کہ تم یہ تصور کر کے بیٹھو کہ گنبدِ خضریٰ کے سامنے بیٹھے ہو اور انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ صلی اللہ علیک یا محمّد کا ورد کرتے رہو، درمیان میں نانا پوچھتے رہتے کہ گنبدِ خضریٰ نظر آیا؟ نفی میں جواب ملتا تو فرماتے کہ اور ورد کرو اور کرتے جاؤ۔ گنبدِ خضریٰ کیوں نہیں نظر آئیگا۔ دنیا میں ایسے بزرگ مشکل سے ملیں گے جن کو خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی ہو۔

ریل میں جنوبی افریقہ کے ایک بزرگ مسلمان مجھ کو ملے تھے جن کو خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور فرطِ عقیدت میں ان سے میں نے مصافحہ کیا تھا۔

اس پاک مجموعے میں ۲۴ رباعیات، ۳۲ ماہیے، ۱۸ دوہے اور ۱۵ ہائیکو ہیں۔ نعتوں کے اس مجموعے کا نام نُورلم یزل بہت خوبصورت نام ہے۔ دعا ہے کہ کلام ضمیر کا لفظ لفظ "نورلم یزل" بن کر چمکے۔

اس نعتیہ مجموعے میں ضمیر یوسف نے ایسے ایسے پیارے اور عمدہ شعر کہے ہیں جن کی تعریف نہیں کی جاسکتی اور وہ ہر قسم کی توصیف سے بالاتر ہیں۔ مثال کے طور پر بہت سے شعر پیش کئے جاسکتے ہیں مگر طوالت کا ڈر ہے اس لئے نقل نہیں کر رہا ہوں۔ بس یوں سمجھئے کہ اس کی ہر سطر پڑھنے اور آنکھوں سے گزار کر دل سے لگانے کی چیز ہے۔

احسن مفتاحی

چیف اڈیٹر نئی صدی ہفتہ روزہ

۲۳ رجنوری ۲۰۰۴ء — سابق مدیر اعزازی اخبار مشرق کلکتہ

اظہارِ خلوص

محترم حضرات!

حسبِ اعلان میں اپنا نعتیہ مجموعۂ کلام نورِلم یزل آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں۔ اس سے قبل ۱۹۸۸ء میں ایمان کی خوشبو کے نام سے مختصر مجموعۂ نعت بھی شائع ہوا تھا جب کہ غزلوں پر مشتمل مجموعۂ کلام بھی ''غزل کے جھروکے'' کے نام سے ۱۹۹۹ء میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ نورِلم یزل میری نعتوں کا دوسرا اور مجموعی اعتبار سے تیسرا مجموعۂ کلام ہے۔

میں خالقِ لوح وقلم کی بارگاہ میں سراپا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے حقیر و سراپا تقصیر کو بھی اپنے پیارے محبوب کی شانِ اقدس میں مدح سرائی کا شرف بخشا۔ اوائل عمر ہی سے صنف نعت سے مجھے خصوصی لگاؤ رہا ہے۔ اسی فطری لگاؤ نے مجھے نعت گوئی کی طرف متوجہ کیا۔ میلادالنبی کی محفلوں میں نعت پاک پڑھنا اور پڑھوانا میرا پسندیدہ عمل رہا ہے اور بفضلِ تعالیٰ یہ عمل ہنوز جاری ہے۔ خدا کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اس خاکسار کو نعتیہ شاعری کے پل صراط سے گزرنے کی توفیق عطا فرمائی پھر بھی مجھے اپنی نعت گوئی کے سلسلے میں کوئی خوش فہمی نہیں ہے اس لیے کہ نعت نگاری کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ ہزار برسوں پر محیط ہے۔ ہزاروں نعت گو شعراء بارگاہِ رسول میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کر کے خوش نصیبوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرواتے رہے ہیں لہٰذا میرے لیے بھی یہ سعادت خوش نصیبی سے کم نہیں ورنہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ بارگاہِ رسول میں پیش کیے جانے والے اپنے ان نعتیہ گل دستوں کو میں اپنے لیے وسیلۂ بخشش ونجات سے تعبیر کرتا ہوں۔ پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کے حبیب کی شان میں کہی جانے والی ان نعتوں میں اگر عمداً یا سہواً کوئی لغزش ہوگئی ہو تو اپنی رحیمی اور کریمی کے سبب معاف فرمائے اور میری اس مدح سرائی کا ثواب میرے نانا جان حضرت مولانا حافظ شیخ عبداللطیف علیہ الرحمہ کو عطا فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ میرے خاندان کے سبھی مرحومین کو بھی عطا فرمائے جن کی اب صرف یادیں ہی باقی رہ گئیں ہیں۔

خدائے وحدہ لاشریک سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ میری والدہ ماجدہ فاطمہ خاتون کی شفقتوں کے سائے کو ہمیشہ قائم رکھے جو اس ناچیز کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتی ہیں اور میری ہر کامیابی پر خوش ہوتی ہیں۔

میں اپنے بزرگ اور عالمی شہرت یافتہ شاعر پدم شری حضرت بیکل اتساہی بلرام پوری کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری حقیر شعری کاوشوں کو بھی بنظرِ استحسان دیکھنے کی سعی فرمائی اور اپنی شفقتوں سے نوازا۔ اردو کے ممتاز و بزرگ شاعر حضرت علقمہ شبلی، مشہور و معروف شاعر و ناقد حضرت ظہیر غازی پوری، اور دنیائے ادب و

صحافت کی معتبر شخصیت محترم احسن مفتاحی جیسے بزرگانِ شعر و ادب کا بھی ممنون ہوں کہ ان حضرات محترم نے میری نعتیہ شاعری پر مضامین لکھے اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ محترم جناب عنبر شمیم اور برادرم نوشاد مومن مدیر سہ ماہی مژگاں کا بھی میں شکر گزار ہوں جنھوں نے نورِ لم یزل کی اشاعت کو یقینی بنایا۔ میرے کرم فرماؤں میں حضرت سالک لکھنوی، ڈاکٹر مظفر حنفی، پروفیسر اعزاز افضل، حضرت قیصر شمیم، حضرت مولانا صوفی محمد نسیم الدین قادری (سجادہ نشیں خانقاہِ قادریہ غوث آباد، سلطان پور، یوپی) حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صاحب (مقصود پور، بہار)، حضرت مولانا ابوالکلام احسن القادری، مولانا نعمت حسین حبیبی، مولانا محمد مسلم رضوی، مولانا قاسم علوی، مولانا محمد فاروق تیغی، مولانا جاوید اختر، مولانا حافظ عبدالسلام، مولانا معراج احمد مظہری، جناب حبیب ہاشمی، جناب منور رانا، جناب اختر جاوید، جناب فیروز عابد، جناب احمد رئیس، جناب خواجہ احمد حسین (ببو بھائی)، جناب قمر عالم ملک، جناب احسن شفیق، جناب ایم۔علی (ڈپٹی مجسٹریٹ)، جناب خالق عبداللہ، جناب کاوش کمال جناب حلیم صابر اور جناب حاجی مختار احمد کے نام بھی اہم ہیں جنھوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنی محبتوں سے نوازا۔ حلقۂ احباب میں جناب فیروز اختر، جناب حلیم حاذق، جناب اشرف علی اشرف، جناب وفا صدیقی، جناب زین الحق خاں آزاد، جناب فراغ روہوی، جناب پروفیسر عاصم شہنواز شبلی، جناب محسن باعشن حسرت، جناب پروفیسر نعیم انیس، جناب مشتاق انجم، خواجہ جاوید اختر، جناب سلیم سرور قریشی، جناب پروفیسر شمشیر عالم، جناب عشرت بی نگری، ماسٹر محمد قاسم، جناب نصر اللہ نصر، ماسٹر جاوید احمد، ڈاکٹر نور بھارتی، جناب حشمت فتح پوری، جناب نسیم عزیزی، جناب نسیم فائق، جناب جمال آرزو، جناب اسلم لکھنوی، جناب محمد اشرف لکھنوی، جناب حاجی سلیم نہالی، جناب شکیل انصاری (مشہور عالمی اناؤنسر)، جناب وفا عباس، جناب جابر حسین حبیبی، جناب شبیر اصغر، جناب محمد حسن، جناب اصغر عباس، جناب بلند اقبال، جناب خورشید اقبال، جناب محمد علی طارق،، جناب ابوالحسن نوری، جناب مخدوم ارشد، جناب اسد اقبال، جناب افسر بی نگری (پٹنہ)، حکیم سعید احمد، جناب خالد قمر جناب اصغر رضوی، جناب محمد اظہر انصاری، جناب علیم الدین علیم، جناب نظیر راہی، جناب ممتاز مظفر پوری، جناب سحر مجیدی، جناب نسیم اختر اور اشرف رضا قادری میرے شکریے کے مستحق ہیں جن کے خلوص کی گرمی مجھے ہمیشہ سرگرمِ عمل رکھتی ہے۔

آخیر میں اپنے برادرانِ عزیز طاہر خاں، توقیر خاں، ظہیر خاں، امیر خاں اور نظیر خاں کے علاوہ اپنی بہنوں آسیہ خانم، رابعہ خانم، صبیحہ خانم اور اپنے ان تمام دوستوں اور بہی خواہوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی نیک تمناؤں اور دعاؤں کی بدولت مجھے نعت گوئی کی تحریک ملتی رہتی ہے اور جنھوں نے میری حقیر شاعری کو بھی تحسین آمیز نظروں سے دیکھنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ خدائے پاک ان تمام حضرات کو اپنے حفظ و امان اور اپنی رحمتوں کے شامیانے میں رکھے۔ آمین ثم آمین

مخلص

ضمیر یوسف

۲۳ر اپریل ۲۰۰۴ء

رر بیع الاول ۱۴۲۵ھ

حمد جل جلالہ

دامنِ کہسار کو پھولوں سے بھر دیتا ہے کون
برگِ گل کو حسن ، شاخوں کو ثمر دیتا ہے کون

بخشتا ہے کون گلشن کے گلوں کو تازگی
اور کلیوں کو تبسّم کا ہنر دیتا ہے کون

ہے ستاروں میں چمک کس کی ، قمر میں روشنی
تیرگیِ شب کو پیغامِ سحر دیتا ہے کون

کس کی رحمت سے بشر ہوتا ہے منزل آشنا
مشکلوں میں راستہ آسان کر دیتا ہے کون

راستے مسدود کر دیتی ہیں جب محرومیاں
ناتوانوں کے دلوں میں جوش بھر دیتا ہے کون

کس کے آگے سر بہ سجدہ ہے شعور و آگہی
ذہن کو فکرِ حسیں، ذوقِ نظر دیتا ہے کون

کون سنتا ہے مصیبت میں غریبوں کی صدا
جب دُعا کرتا ہوں میں اُس میں اثر دیتا ہے کون

کون ظالم کو ڈبو دیتا ہے موجِ نیل میں
آگ کے شعلوں کو بھی گلزار کر دیتا ہے کون

خالقِ ارض و سما کے ماسوا کوئی ضمیرؔ!
دامنِ مفلس کو بخشش کے گہر دیتا ہے کون

مطبوعہ ــــــــــــــــــ
ماہنامہ ''اُمنگ'' دہلی
اکتوبر ۲۰۰۳ء



ترا نور لَم یزل ہے ، ترا ذکر بیکراں ہے
ترے عکس سے منوّر یہ زمیں وہ آسماں ہے

میں خطا ہوں تو عطا ہے، میں زمیں تو آسماں ہے
مری حیثیت ہے کتنی ، ترا مرتبہ کہاں ہے

میں جدھر بھی دیکھتا ہوں، ترا حسن ضَوفشاں ہے
"تری سادگی کے صدقے ترا شہر گلستاں ہے"

جہاں عرش کی بلندی کو بھی میں نے جُھکتے دیکھا
وہ ترا ہی در ہے آقا ، وہ ترا ہی آستاں ہے

ترے عشق کے اجالوں سے ہے جس کا دل منوّر
وہ یہاں بھی کامراں ہے، وہ وہاں بھی کامراں ہے

ہو خیال کی بھی لغزش تو عبادتیں اکارت
تری ذات آئینہ ہے تو یقینِ بے گُماں ہے

اُسے تیرِ رنج و غم سے، ہے بچانا کام تیرا
ترے عشق کا پرندہ جو شہا رواں دواں ہے

کوئی تشنہ لب وہاں ہو، یہ ہے بات غیر ممکن
ترے نُور کا سمندر ترے شہر میں رواں ہے

جو ضمیرؔ نے لکھا ہے ترے حُسن کا قصیدہ
وہ ہے آخرت کا توشہ، وہ متاعِ کُل جہاں ہے

دھام نگر، اڑیسہ کے نعتیہ طرحی مشاعرے میں اکتوبر ۹۵ء میں یہ نعت پڑھی گئی
مطبوعہ ماہنامہ قوسِ قزح علی گڑھ جون ۲۰۰۱ء



شہرِ نبی کے کوچہ و بازار اور میں
آٹھوں پہر تصوّرِ سرکار اور میں

اُس لمحۂ عظیم پہ قُرباں میں جس گھڑی
چوکھٹ ہو اُن کی چشم گُہر بار اور میں

اللہ زندگی کو وہ ساعت نصیب کر
جب ہُوں سنہری جالی کے انوار اور میں

آقا ترے کرم کی طرف ہے مِری نظر
ہے مَوجِ تند و تیز کی یلغار اور میں

اے کاش میں بھی دیکھ لوں امواجِ سَیلِ نُور
ہوں سامنے وہ گنبد و مینار اور میں

کیوں تیرگیِ قبر سے خائف ہو میرا دل
ہوگی ضیائے الفتِ سرکار اور میں

بخشش کا میری یہ تو ذریعہ ہے اے ضمیرؔ
بزمِ رسول نعت کے اشعار اور میں

''آزاد ہند'' کلکتہ عید میلاد النبی نمبر

۱۵ جون ۲۰۰۰ء



جب مجھے بادِ صبا چھو کے گزر جاتی ہے
یادِ طیبہ کی تپش اور اُبھر جاتی ہے

آیتِ سورۂ وَالّیل اُتر جاتی ہے
زُلف جب روئے محمد پہ بکھر جاتی ہے

میری منزل تو مدینہ ہے، مدینے لے چل
اے مری زیست مجھے لے کے کِدھر جاتی ہے

اللہ اللہ شہہِ لولاک کا اندازِ خرام
جس طرف جاتے ہیں، خوشبوسی بکھر جاتی ہے

ساری دنیا بھی کرے مل کے تو کرنا ہے محال
معجزے آپؐ کی انگشت جو کر جاتی ہے

ہیچ لگتی ہے مجھے آتشِ دوزخ اُس دم
جب بھی سرکارؐ کی رحمت پہ نظر جاتی ہے

یاد آجاتا ہے سرکارؐ کا روضہ جس دم
چشمِ پرشوق مری اشک سے بھر جاتی ہے

ایسی قسمت ہے کہاں ، باغِ مدینہ دیکھوں
لانا خوشبو ہی صبا ، طیبہ اگر جاتی ہے

کیوں نہ اپنائیں شہِ دیں کے طریقے کو ضمیرؔ
''جانبِ خلد یہی راہ گزر جاتی ہے''

''آزاد ہند'' کلکتہ
ماہنامہ ''قاری دہلی'' ستمبر ۱۹۸۷ء



اے اہلِ حرم! حج کا سفر کیسا لگے ہے
مکّے میں وہ اللہ کا گھر کیسا لگے ہے

جدّہ سے مدینے کا سفر کیسا لگے ہے
اللہ کے محبوب کا در کیسا لگے ہے

جب سامنے آتا ہے وہ دربارِ مدینہ
اُس وقت تمھیں دیدۂ تر کیسا لگے ہے

خم ہوتا ہے جب سرورِ کونین کے در پر
بتلاؤ! ذرا اُس گھڑی سر کیسا لگے ہے

وہ مطلعِ انوارِ حسیں گنبدِ خضریٰ
اے زائرو! وہ پیشِ نظر کیسا لگے ہے

خم رہتی ہیں جس در پہ فرشتوں کی جبینیں
وہ سرورِ کونین کا دَر کیسا لگے ہے

وہ چرخ پہ ہر روز چمکتا ہے یہاں بھی
پر وادیٔ طیبہ میں قمر کیسا لگے ہے

کیسی ہیں کہو گلشنِ طیبہ کی بہاریں
طیبہ میں تمھیں شام وسحر کیسا لگے ہے

سینے میں لیے جذبۂ احکامِ الٰہی
عرفات ومنیٰ کا وہ سفر کیسا لگے ہے

وہ کوہِ صفا، مروہ، وہ زم زم، وہ مصلیٰ
وہ چومنا جنّت کا حجر کیسا لگے ہے

اے زائرو! جاتے ہوئے کعبے سے مدینہ
سرسبز وہ رستے کا شجر کیسا لگے ہے

وہ مسجدِ نبویؐ میں اذانوں کی صدائیں
ایماں کا سماں وقتِ سحر کیسا لگے ہے

کعبے کے مناظر بھی تو پُر کیف بہت ہیں
سرکارؐ کے روضے پہ مگر کیسا لگے ہے

جب سجدہ ادا ہوتا ہے اُس صحنِ حرم میں
اُس وقت کہو رتبۂ سر کیسا لگے ہے

ہر راہ روِ طیبہ سے پوچھے ہے ضمیر آج
طیبہ میں تمھیں آٹھوں پہر کیسا لگے ہے

۸۹ء میں حجاجِ کرام کے استقبالیہ مشاعرے میں ہوڑہ ہائی اسکول میں یہ نعت پڑھی گئی
الجمیعت دہلی ۲۵ تا ۳۱ رجنوری ۲۰۰۲ء
بخیاتِ، کلکتہ، مارچ ۱۹۹۹ء/ "آزاد ہند" کلکتہ ۲۹ جون ۱۹۹۰ء
"اخبارِ مشرق" کلکتہ ۲۲ رمئی ۱۹۹۱ء/ راشٹریہ سہارا دہلی ۵ تا ۱۲ راپریل ۱۹۹۸ء



شبِ غم میں اچانک روشنی معلوم ہوتی ہے
نبیؐ کے ذکر سے دل کو خوشی معلوم ہوتی ہے

منور کس قدر شانِ نبیؐ معلوم ہوتی ہے
''سرِ فاراں ابھی تک روشنی معلوم ہوتی ہے''

دیارِ نُور شہرِ مصطفیٰ کا ذکر کیا کرنا
مدینے کی ہر اک شئے جنتی معلوم ہوتی ہے

تصور کی نظر سے دیکھتے ہیں جب بھی دیوانے
نظر کے سامنے انؐ کی گلی معلوم ہوتی ہے

مرا دل محو ہوتا ہے نبیؐ کی یاد میں جب بھی
زمیں سے عرش تک تابندگی معلوم ہوتی ہے

عنایت کیجیے صدقا شہا اپنے تبسم کا
بڑی تاریک اپنی زندگی معلوم ہوتی ہے

اثر ہے یہ تو اسمِ پاکِ احمد کی حلاوت کا
کہ جو کام و دہن میں چاشنی معلوم ہوتی ہے

یہ صدقہ ہے نبیِ پاک کے نُطقِ مقدس کا
مرے لفظوں میں جو شائستگی معلوم ہوتی ہے

نہ ہوتے آپؐ تو دُنیا کی کوئی شے نہیں ہوتی
بہر سو آپؐ کی جلوہ گری معلوم ہوتی ہے

گُزر تیرا ہُوا کرتا ہے ہر دم شہرِ طیبہ سے
صبا! تو کتنی قسمت کی دھنی معلوم ہوتی ہے

اِدھر بھی چند قطرے لطف کے اے منبعِ رحمت
بہت سوکھی مِری کشتِ خوشی معلوم ہوتی ہے

فضیلت اُس دیارِ قدس کی واللہ کیا کہنا
جہاں کی موت رشکِ زندگی معلوم ہوتی ہے

ابھی آئی ابھی تپتے ہوئے دل کو قرار آیا
نبی کی یاد کتنی شبنمی معلوم ہوتی ہے

بوقتِ نعت گوئی جو قلم رُکتا نہیں آقاؐ
نگاہِ لطف یہ بھی آپؐ کی معلوم ہوتی ہے

میں جب عشقِ نبیؐ میں مست ہو کر نعت کہتا ہوں
بہر سو روشنی ہی روشنی معلوم ہوتی ہے

ضمیرؔ آقاؐ کی سیرت پر عمل کرتا ہے جو اُس کی
ہمیشہ خوبصورت زندگی معلوم ہوتی ہے

''اخبارِ مشرق'' کلکتہ ۲؍جنوری ۱۹۹۸ء
ماہنامہ ''قاری'' دہلی تمبر ۱۹۹۱ء



اللہ کی قدرت ہے سرکار کی مٹھی میں
تنویرِ صداقت ہے سرکار کی مٹھی میں

پل بھر میں وہ کرتے ہیں سیراب زمانے کو
وہ چشمۂ رحمت ہے سرکار کی مٹھی میں

کھل جائے تو روشن ہو ہر راز مشیّت کا
آئینۂ فطرت ہے سرکار کی مٹھی میں

ہیں شمس و قمر تابع، کرتے ہیں شجر سجدے
کُل جگ کی حکومت ہے سرکار کی مٹھی میں

جوان سے پھرا اُن کی دنیا ہے نہ عقبیٰ ہے
کونین کی قسمت ہے سرکار کی مٹھی میں

وسعت میں ہر اک قطرہ بڑھ کر ہے سمندر سے
دریائے نبوت ہے سرکار کی مٹھی میں

ہر حسن زمانے کا قدموں پہ نچھاور ہو
رعنائیٔ جنت ہے سرکار کی مٹھی میں

دوزخ میں جلے اُمت، ہوگا نہ ضمیر اُن سے
ہم سب کی ہی عزت ہے سرکار کی مٹھی میں



سوادِ شہرِ طیبہ کوچۂ محبوبِ داور ہے
جہاں دن بھی منور ہے، جہاں شب بھی منور ہے

درِ رحمت ہے یہ، لُطف وکرم سب پر برابر ہے
کوئی آقاؐ کی نظروں میں نہ اسود ہے نہ احمر ہے

کبھی روضہ کبھی جالی، کبھی گنبد کی ہریالی
تصور میں مِرے آٹھوں پہر سرکار کا در ہے

جھکایا ہے درِ سرکارؐ پر بہرِ ادب جب سے
بلندی میں سوا اب آسمانوں سے مِرا سر ہے

بجھانے کے لیے تشنہ لبی آقاؐ کے دیوانو!
یہاں زم زم کا تحفہ ہے، وہاں انعامِ کوثر ہے

چھڑا ہے گفتگوئے مصطفیٰ کا تذکرہ جب سے
ہے شرمائی ہوئی شبنم تو شرمندہ گُلِ تر ہے

خدا جانے حدِ رفعت، مجھے بس ہے خبر اتنی
وہی افضل سے افضل ہے، وہی برتر سے برتر ہے

جو ٹکڑا نور کا ہے اے حلیمہ گود میں تیری
''دو عالم کا وہ مُرسل ہے، زمانے کا پیمبر ہے''

نہ چھیڑو واعظو ذکرِ بہارِ گلشنِ جنّت
ذرا ٹھہرو تصور میں مرے طیبہ کا منظر ہے

ہمارے دل میں ہے حُبِ نبیؐ، ذکرِ نبیؐ لب پر
ہمیں کس بات کا غم ہے، ہمیں کس بات کا ڈر ہے

جوارِ نُور و رحمت میں رہا کرتا ہے ہر لمحہ
ضمیرِ بے نوا خوش بخت تجھ سے تو کبوتر ہے

''آزاد ہند'' کلکتہ ۱۱ر مئی ۱۹۹۰ء
سہ ماہی الکوثر سہسرام جنوری ۱۹۹۸ء



کب غمِ ہجر میں سرکارؐ میں تڑپا نہ کیا
کب مِرے دل نے مدینے کا ارادہ نہ کیا

میری آنکھوں کا چھلک جانا گوارہ نہ کیا
مجھ کو سرکارؐ نے محرومِ تمنا نہ کیا

دونوں عالم میں نہیں اُس کا ٹھکانا یارو!
جس نے سرکارؐ کی رحمت پہ بھروسا نہ کیا

دیکھ کے حشر کے دن مجھ کو خجل آقاؐ نے
اپنی چادر میں چھپایا مجھے ، رُسوا نہ کیا

کس قدر پیار ہے آقاؐ سے، کسی کو رب نے
رونقِ بزمِ فلک صاحبِ سدرہ نہ کیا

آؤ اے خستہ دلو! اپنے نبیؐ کے در پر
کب شہہِ دیں نے غریبوں کا مداوا نہ کیا

جب سے دیکھی ہے تصور میں مدینے کی بہار
پھر کبھی خُلد کا اس دِل نے ارادہ نہ کیا

زندگی ڈوب گئی غم کے اندھیروں میں ضمیرؔ
جب شہہِ پاک کی یادوں نے اُجالا نہ کیا

''آزاد ہند'' کلکتہ ۱۹؍جنوری ۱۹۹۹ء



یہ مری کمتر زباں یا مصطفیٰ
آپ کی مدحت کہاں یا مصطفیٰ

آپ کی چشمِ کرم کے منتظر
ہیں مرے زخمِ نہاں یا مصطفیٰ

آپ ہیں محبوبِ حق، ہے آپ پر
ظاہر و باطن عیاں یا مصطفیٰ

آپ کی چوکھٹ پہ آجائے اگر
موت بھی پائے اماں یا مصطفیٰ

جانتی ہے خوب رحمت آپ کی
میرے اشکوں کی زباں یا مصطفیٰ

اک تبسم، اِک تکلم، اک ادا
پُھول، شبنم، کہکشاں یا مصطفیٰ

آپ کا صدقہ، عنایت آپ کی
میرا فن حُسنِ بیاں یا مصطفیٰ

ہجر کے صدمے اُٹھائے کب تلک
زندگی یہ ناتواں یا مصطفیٰ

پوچھتے ہیں آپؐ کے در کا پتہ
یہ مرے اشکِ رواں یا مصطفیٰ

آپ ہی کی ذات سے منسوب ہے
زیست کی ہر داستاں یا مصطفیٰ

جو طریقے سے جُدا ہو آپؐ کے
زندگی پھر وہ کہاں یا مصطفیٰ

آپ ہی سے ابتدا و انتہا
داستانِ کُل جہاں یا مصطفیٰ

کیا کہوں تاثیر اسمِ پاک کی
دُھل گئی میری زباں یا مصطفیٰ

غرق پھر عالم اندھیروں میں ہوا
زندگی ہے نوحہ خواں یا مصطفیٰ

زندگی ہے اصل میں وہ زندگی
ہو جو قُربِ آستاں یا مصطفیٰ

ہو عنایت آپؐ کی تو یہ ضمیرؔ
ہو سخنور خوش بیاں یا مصطفیٰ

''اخبارِ مشرق'' ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء
''آزاد ہند'' کلکتہ ۱۶ر فروری ۱۹۹۰ء



بے کراں آقاؐ کی رحمت دیکھیے
میرے اشکوں کی یہ جرأت دیکھیے

اُن کی انگلی کی یہ عظمت دیکھیے
چشمۂ فیض و عنایت دیکھیے

رحمتِ عالم کی رحمت دیکھیے
دشمنوں سے بھی محبت دیکھیے

ہے اگر چشمِ عقیدت دیکھیے
آیئے طیبہ میں جنت دیکھیے

سانپ کے ڈسنے کا بھی کچھ غم نہیں
دیکھیے آقاؐ سے الفت دیکھیے

چاند، سورج، ابر و باراں سب غلام
صرف انگلی کی یہ طاقت دیکھیے

چھیڑ دیجے نغمۂ نعتِ حبیب
پھر دلِ عاشق کی حالت دیکھیے

شمع پر جس طرح پروانے مٹیں
وہ صحابہ کی جماعت دیکھیے

ہر جگہ آقا کی ہے جلوہ گری
ہے اگر چشمِ بصیرت دیکھیے

باوضو پڑھ کر درودِ مصطفیٰ
خواب میں نُورانی صورت دیکھیے

جَو کی روٹی پر بھی ہے شُکرِ خدا
مالکِ کُل کی قناعت دیکھیے

دل میں آتے ہی شہہِ بطحا کی یاد
کِھل اُٹھی ہے شاخِ حسرت دیکھیے

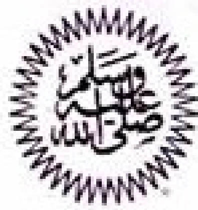
محوِ حیرت سُن کے ہیں اہلِ عرب
اُن کا اندازِ خطابت دیکھیے

اِک اشارے میں ہٹا سنگِ گراں
طاقتِ دستِ نبوت دیکھیے

سارے عاصی چھپ گئے محشر کے دن
چادرِ رحمت کی وسعت دیکھیے

ہے ضمیرِ بے نوا بھی سر بلند
نعت گوئی کی بدولت دیکھیے

''اخبارِ مشرق''، کلکتہ محسنِ انسانیت نمبر ۲۶؍جولائی ۱۹۹۱ء
۷؍نومبر ۱۹۸۹ء کے جدید ادبی مرکز کے طرحی نعتیہ مشاعرے میں پڑھی گئی۔



لگی ہو جس کی نظر گردِ پائے سرورؐ پر
نِگاہ جائے بھلا اس کی ماہ و اختر پر؟

کبھی جھکاؤں جو بہرِ ادب ترےؐ در پر
تو حشر تک میں کروں رشک رفعتِ سر پر

کہاں ہے تابِ بصارت جو دیکھوں حسنِ رسولؐ
''نظر ٹھہرتی نہیں عارضِ منور پر''

تڑپ اٹھا یہ جدائی سے دل مرا آقاؐ
نظر پڑی جو درِ پاک کے کبوتر پر

ہر ایک وادیٔ غم سے گزر گیا ہنس کر
درود پڑھتا ہوا دل حبیبِؐ داور پر

میں جا رہا تھا تصور میں جس گھڑی طیبہ
نثار ہوتا رہا دل ہر ایک منظر پر

ہر ایک سمت ہیں قاتل کہیں امان نہیں
کرم ہو آقاؐ غلاموں کے حالِ مضطر پر

پناہ ڈھونڈھ رہی ہے اِدھر اُدھر دُنیا
بھروسا مجھ کو ہے یارو شفیعِ محشر پر

غرورِ تقویٰ تمھیں ، مجھ کو نازِ عشقِ رسولؐ
حساب چھوڑ دو اب اس کا روزِ محشر پر

وہ تا حیات کرے فخر پھر بھی کم ہے حضورؐ!
درود جس نے پڑھا ہے درِ منوّر پر

جھلک رہی ہے فضاؤں میں خُون کی سرخی
حضور آپؐ کی رحمت رہے مرے گھر پر

جہاں کے جام و سبو سے غرض نہیں مجھ کو
پیوں گا دستِ نبیؐ سے میں حوضِ کوثر پر

ضمیرؔ کیوں ہو مجھے فکرِ گردشِ ایام
رسولِؐ پاک کی رحمت ہے جب مرے سر پر!

کلکتہ ۱۱؍مئی مشرق ۱۹۹۰ء
ماہنامہ ''پندرہویں صدی'' دہلی دسمبر ۱۹۹۰ء
۷؍نومبر ۱۹۸۹ء میں منعقدہ جدید ادبی مرکز کے طرحی نعتیہ مشاعرے کے لیے یہ نعت کہی گئی تھی۔



ہم کیا کہیں حضور کی چوکھٹ سے ہم کو کیا ملا
عُقبیٰ ملی، جہاں ملا، جنّت مِلی ، خُدا مِلا

آپ کی رحمتوں کے ہی صدقے میں اے مرے حضور
ہم بے کسوں کو دہر میں جینے کا حوصلہ ملا

میری اُمید کی کلی، کِھل کر مہک مہک اٹھی
یادِ رسولِؐ پاک سے جب دل کا سلسلا ملا

دنیا کی آرزو نہیں، دولت کی جستجو نہیں
جس کو رسولِ پاک کی رحمت کا آسرا ملا

تیرہ شبی تھی چار سو، ہم کیوں بھٹکتے کو بہ کو
ہرگام پر ہمیں حضورؐ آپؐ کا نقشِ پا ملا

واعظِ کم نِگاہ بس کعبے میں گھومتا رہا
ہم کو درِ رسول سے جنّت کا راستا ملا

دونوں جہاں کا راز ہے جس کے ہر ایک باب میں
صدقے میں مصطفیٰ کے وہ نسخۂ کیمیا ملا

معراجِ مصطفیٰ پہ کیوں حیرت ہے اے خرد تجھے
جو تھا سراپا نُور وہ نورِ ازل سے جا مِلا

مدحتِ مصطفیٰ کے ہی صدقے میں آج اے ضمیرؔ
اہلِ سخن کے درمیاں تجھ کو بھی مرتبہ ملا

۳۰/اگست ۱۹۹۰ء



نُور کا سلسلا دیکھتے رہ گئے
ہم درِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

آئینہ آئینا دیکھتے رہ گئے
حسنِ خیر الوَریٰ دیکھتے رہ گئے

لب کُھلے بھی نہ تھے اور دامن بھرا
یہ نبیؐ کی عطا دیکھتے رہ گئے

خُلد کے جو تھے طالب گئے خُلد کو
ہم درِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

قبر میں مصطفیٰ کی زیارت ہوئی
عشق کا ہم صلہ دیکھتے رہ گئے

دیکھ کر دَور کوثر کا محشر میں ہم
نُور کا میکدہ دیکھتے رہ گئے

مانگنے سے سَوا مل گیا جب ہمیں
اپنے دستِ دُعا دیکھتے رہ گئے

جس گھڑی کارواں سوئے طیبہ چلا
چشمِ نم ہم شہاً دیکھتے رہ گئے

مصطفیٰ جانِ رحمت کے انوار میں
''ہم جمالِ خدا دیکھتے رہ گئے''

آپؐ کے در کے ذرّوں کو پُرنُور ہم
چاند سے بھی سَوا دیکھتے رہ گئے

آپؐ کی شبنمی یاد آتے ہی ہم
دل کا موسم ہَرا دیکھتے رہ گئے

جو گیا شہرِ طیبہ میں، ہم یا نبیؐ
اُس کا بختِ رسا دیکھتے رہ گئے

جب گئے آپؐ عرشِ بریں پر شہاً
حسنِ حق برمَلا دیکھتے رہ گئے

حشر میں مُنکرِ مصطفیٰ اے ضمیرؔ!
عظمتِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

جدید ادبی مرکز کے طرحی نعتیہ مشاعرے میں ۷ر نومبر ۱۹۸۹ء میں یہ نعت پڑھی گئی۔
''اخبارِ مشرق'' نومبر ۱۹۸۹ء کلکتہ



لے کے طیبہ چلو خدا کے لیے
''دل تڑپتا ہے مصطفیٰ کے لیے''

ہاتھ اُٹھے بھی نہ تھے دُعا کے لیے
مصطفیٰ آ گئے عطا کے لیے

یوں تو ہر چیز ہے فنا کے لیے
ذکرِ سرکارؐ ہے بقا کے لیے

جذبۂ عشق بھی ضروری ہے
نعتِ پاکِ شہہِ ہُدا کے لیے

شمس، وَالّیل، والضُّحیٰ، طٰہٰ
سارے القاب ہیں شہاؐ کے لیے

اُن کے روضے کی دھول مل جائے
چشمِ تاریک کی ضیاء کے لیے

یہ زمیں، آسماں، یہ شمس و قمر
سب بنائے گئے شہاؐ کے لیے

وہ جو چٹان بن کے آیا تھا
بن گیا آئینہ سدا کے لیے

نعت کا فن بہت ہی مشکل ہے
ہوشیار اے قلم ثنا کے لیے

ذکرِ سرکارؐ ہی دوا ہے ضمیرؔ
اُنؐ کے بیمار کی شفا کے لیے

"آزاد ہند" ۱۹۹۰ء کلکتہ
محمد علی لائبریری کلکتہ کے نعتیہ طرحی مشاعرے میں ۷؍ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو درج بالا نعت پڑھی گئی



دل میں یہی ہے آرزو، لب پر ہے یہ دُعا فقط
نظروں کے سامنے رہے جلوۂ مصطفیٰ فقط

کب سے بھٹک رہا ہوں میں دشتِ غمِ حیات میں
مجھ کو بتا دو رہروؑ! طیبہ کا راستہ فقط

ذکرِ رسول کے بغیر، یادِ رسول کے بغیر
کچھ بھی نہ پا سکو گے تم کر کے خدا خدا فقط

خاکِ دیارِ مصطفیٰ لانا کفن کے واسطے
کرنا مری حیات پر اتنا کرم صبا فقط

ہوں گے بروزِ حشر سب آدم، مسیح اور کلیم
چاہے گا ربِّ دُو جہاں سرکارؐ کی رضا فقط

اِس کے سوا اب اور کچھ دل کی نہیں ہے آرزو
''ہاتھوں میں حشر تک رہے دامنِ مصطفیٰ فقط''

تپتی ہوئی حیات کو پل میں سکوں نصیب ہو
خوشبوئے زلفِ مصطفیٰ لائے اگر ہوا فقط

یوں تو ہزاروں انبیاء آئے جہان میں مگر
دیکھا مِرے حضور نے جلوۂ کبریا فقط

گردشِ وقت کی مجھے پروا نہیں ہے اے ضمیرؔ
کافی ہے میرے واسطے آقاؐ کا آسرا فقط

---

۱ ''ہاتھوں میں حشر تک رہے دامنِ مصطفیٰ فقط'' (حسن برزمی)
۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں درج بالا نعت کہی گئی۔



رفعت و شانِ شہہِ جن و بشر دیکھ سکے
غیر ممکن ہے کہ انساں کی نظر دیکھ سکے

زندگی کاش وہ رحمت کا نگر دیکھ سکے
کیسے ہوتی ہے وہاں شام و سحر دیکھ سکے

سیرتِ پاک کا آئینہ ہے قرآنِ مبیں
دیکھ لے دیکھنے والے تو اگر دیکھ سکے

جا کے روضے پہ کبھی پڑھ کے درودِ اطہر
کاش دیوانہ محبت کا اثر دیکھ سکے

جب نگہہ مہرِ منور پہ نہیں ٹک سکتی
پیکرِ نور کو کیا تنگ نظر دیکھ سکے

ہر مسلماں کو یہ توفیق عطا کر یارب!
جیتے جی وہ ترے محبوب کا در دیکھ سکے

جز شہنشاہِ عطا ، پیکرِ الطاف و کرم
کون ہے جو مرے اشکوں کے گہر دیکھ سکے

آیتِ ''انّما بشَرٌ'' سے یہ ظاہر ہے ضمیرؔ
''جسم تو اس لیے پایا کہ بشر دیکھ سکے''

---

۲ رجون ۲۰۰۲ء کو محمد علی لائبریری کے طرحی مشاعرے میں یہ نعت پڑھی گئی۔
مطبوعہ ۳ رجنوری ۲۰۰۳ء، اخبارِ مشرق کلکتہ



چارہ گر سے کوئی مطلب نہ دَوا سے رشتہ
دردِ اُلفت کا ہے طیبہ کی ہوا سے رشتہ

جس کی نسبت ہے شہہِ دیں سے خدا سے رشتہ
کیوں رہے اس کا بھلا رنج و بلا سے رشتہ

اُس کی پلکوں پہ نہ ہوں گے کبھی غم کے آنسو
جس کا ہے دامنِ محبوبِ خُدا سے رشتہ

ہو نہیں سکتا وہ منّت کشِ عیشِ دنیا
جس گدا کا ہے درِ شاہِ ھُدا سے رشتہ

اُن کی رحمت کے سوا کچھ نہیں درکار مجھے
بس دُعاؤں کا رہے اُن کی عطا سے رشتہ

ٹمٹمانے لگے جس وقت چراغِ ہستی
میرے ہونٹوں کا رہے صلِّ علا سے رشتہ

کیوں پریشان ہو دل سوزشِ غم سے میرا
یادِ سرکارؐ کی ہے ٹھنڈی ہوا سے رشتہ

دھوپ محشر کی جلائے اُسے ممکن ہی نہیں
جس کا ہے آپؐ کی رحمت کی ردا سے رشتہ

کیوں نہ ہر گوشہ منور ہو عقیدت سے ضمیر
کعبۂ دل کا ہے اُس نورِ حرا سے رشتہ

''اخبارِ مشرق'' کلکتہ یکم رفروری ۱۹۹۰ء
ماہنامہ ''قاری'' دہلی



اُسے دو جہاں میں یارو کوئی پوچھتا نہیں ہے
درِ مصطفیٰ سے جس کا کوئی واسطہ نہیں ہے

ہیں بھرے سبھوں کے دامن کوئی غم زدہ نہیں ہے
''ترے در سے ہاتھ خالی کوئی لوٹتا نہیں ہے''

ہُوا جب میں بے سہارا تو ملا ترا سہارا
ترے آسرے سے بڑھ کر کوئی آسرا نہیں ہے

ہیں ہزاروں مست و بیخود ترے جام نُور پی کر
ترے میکدے کے جیسا کوئی میکدہ نہیں ہے

وہی قاسم دُو عالم وہی خلد کے ہیں مالک
مرے مصطفیٰ کے قبضے میں بتاؤ کیا نہیں ہے

ہمیں یاد رکھا جاکر سرِ عرش بھی نبیؐ نے
یہ کرم کرم نہیں ہے یہ عطا عطا نہیں ہے

تو نے اپنے دشمنوں کو بھی نوازا رحمتوں سے
ترے جیسا رحم والا کوئی دوسرا نہیں ہے

ترے عکسِ روئے انور سے ہر آئینہ ہے ششدر
ترے حُسن کے مقابل کوئی آئینہ نہیں ہے

ہے مرا بھی اس پہ ایماں ہے مرا بھی یہ عقیدہ
وہ خدا کا کیسے ہوگا جو رسولؐ کا نہیں ہے

ہے ترے قدم کی برکت سے اُجالا دو جہاں میں
ترے نقشِ پا سے روشن کوئی نقشِ پا نہیں ہے

اے ضمیرؔ اُس کی قسمت میں ہے دو جہاں کی ذلّت
درِ مصطفیٰ سے جس کا کوئی رابطہ نہیں ہے

۱۳؍نومبر ۱۹۹۱ء کو اڑیسہ دھام نگر کے نعتیہ طرحی مشاعرے میں درج بالا نعت پڑھی گئی۔



مجھے بہشت کا زینہ دکھائی دیتا ہے
جو پاک گنبدِ خضریٰ دکھائی دیتا ہے

کتابِ حق کی تلاوت میں جب بھی کرتا ہوں
مِرے حضور کا چہرہ دکھائی دیتا ہے

میں کھو گیا ہوں تصور میں جب سے آقاؐ کے
اُنھیؐ کا بس مجھے جلوہ دکھائی دیتا ہے

رسولِؐ پاک کی رحمت کا ایک قطرہ بھی
گناہگاروں کو دریا دکھائی دیتا ہے

زمانے والو! جو لے جائے روشنی کی طرف
فقط نبیؐ کا وہ رستہ دِکھائی دیتا ہے

مہک رہے ہیں خیالوں میں جب سے نعت کے پھُول
مِرا وجود مہکتا دِکھائی دیتا ہے

بروزِ حشر پریشان ہیں سبھی لیکن
مجھے نبیؐ کا وسیلہ دکھائی دیتا ہے

نگاہِ عشق سے جس سمت دیکھتا ہوں ضمیرؔ
اُدھر ہی مجھ کو مدینہ دکھائی دیتا ہے

''آزاد ہند'' کلکتہ ۳؍نومبر ۱۹۹۲ء



مشکلوں میں گھر کر بھی آنکھ نم نہیں کرتے
مصطفیٰ کے دیوانے کوئی غم نہیں کرتے

دل سے تُم ذرا اُنؐ سے مانگ کر بھی دیکھو
اپنے وہ غلاموں پر کب کرم نہیں کرتے

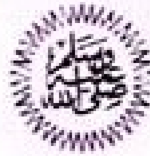
جب سے اُن کے دامن سے ہو گئے ہیں وابستہ
فکر اب کسی شے کی یارو! ہم نہیں کرتے

یادِ مصطفیٰ سے دل جن کا ہوگیا روشن
وہ شکایتِ سوزِ شامِ غم نہیں کرتے

بدنصیب ہیں کتنے جو درِ محمد پر
دوستو! جبیں اپنے دل کی خم نہیں کرتے

در پہ شاہِ بطحا کے وقف زندگی کر کے
زندگی کو کیوں اپنی محترم نہیں کرتے

ہم ضمیرؔ انھیں کیسے اہلِ فکر و فن سمجھیں
نعتِ سرورِ عالم جو رقم نہیں کرتے



میرے سرکارؐ کی رحمت کا کرشمہ دیکھو
جگمگاتا ہوا اسلام کا چہرہ دیکھو

باغِ فردوس کا پُر کیف نظارہ دیکھو
آؤ اے حاجیو! گلزارِ مدینہ دیکھو

اُنؐ کے ہاتھوں میں نہ چاندی ہے نہ سونا دیکھو
جھولی بھر بھر کے مگر آتا ہے منگتا دیکھو

بجلیاں کُفر کی گرتی ہیں مسلسل پھر بھی
لہلہاتا ہُوا اسلام کا پودا دیکھو

میں کسی اور کا ہوجاؤں یہ ممکن ہی نہیں
میری گردن میں ہے سرکار کا پٹا دیکھو

ہر گھڑی گنبدِ خضریٰ کی زیارت چاہے
کیسا اس دل کو لگا عشق کا چسکا دیکھو

ظاہری آنکھوں سے کچھ بھی نہ نظر آئے گا
عشق و ایماں کی نگاہوں سے مدینہ دیکھو

ہے قلم نعتِ محمد میں رواں جب سے ضمیرؔ
اس کے ہر شعر سے خوشبو کا بکھرنا دیکھو

''آزاد ہند'' ۱۹۹۲ء کلکتہ
یکم نومبر ۱۹۹۱ء اڑیسہ دھام نگر کے مشاعرے میں پڑھی گئی۔



پیو تشنہ لبو! بھر بھر کے پیمانہ محمدؐ کا
یہاں کوثر رواں ہے ، یہ ہے میخانہ محمدؐ کا

جہانِ رنگ و بو نظروں میں اِس کی بھا نہیں سکتا
ہمارا دل ازل ہی سے ہے دیوانہ محمد کا

بھلا ڈرتا ہے کب وہ وقت کے سورج کی گرمی سے
جو ہے شیدائے احمد ، جو ہے پروانہ محمد کا

شبِ معراج یہ عظمت تو دیکھو شاہِ بطحا کی
خدا کرتا ہے استقبال شاہانا محمد کا

ستمگر کے لیے بھی وہ دُعائے خیر کرتے ہیں
ذرا دیکھو تو اندازِ کریمانہ محمد کا

وہ ہیں محبوبِ حق، شمس الضُّحیٰ، بدرالدُّجیٰ بیشک
ہے رتبہ سارے نبیوں سے جُداگانہ محمد کا

ضمیرؔ بے نوا کو بھی کبھی توفیق دے یارب
محمد کی گلی دیکھے یہ دیوانہ محمد کا



وہ جو خُلد ہے زمیں پر، کبھی ہم بھی دیکھ آتے
وہ دیارِ شہرِ انور، کبھی ہم بھی دیکھ آتے

وہ جہاں کی پاک مٹّی میں ہے خوشبوئے محبت
وہ زمینِ پاک و اطہر، کبھی ہم بھی دیکھ آتے

جہاں نُورِ حق کی پہلی ہوئی روشنی ہویدا
وہ حِرا کا پاک منظر، کبھی ہم بھی دیکھ آتے

کہ جہاں کا ذرّہ ذرّہ ہے مُقدّس و منوّر
وہی سرزمینِ سرور، کبھی ہم بھی دیکھ آتے

وہ خُدا کے نیک بندوں کی حرم میں سجدہ ریزی
وہ عبادتوں کا منظر، کبھی ہم بھی دیکھ آتے

وہ جہاں سے کُل جہاں کو ملی روشنی کی دولت
وہی نُور کا سمندر، کبھی ہم بھی دیکھ آتے

کہ ہے رحمتوں کی بارش جہاں دم بہ دم فلک سے
اے ضمیر جا کے وہ در، کبھی ہم بھی دیکھ آتے



نہ تھی کشتی سلامت اور نہ تھی پتوار ہاتھوں میں
ملا ساحل جب آیا دامنِ سرکارؐ ہاتھوں میں

اُسے اب اے شہہِ بطحا کرم کی بھیک دے دیجے
لیے کاسہ کھڑا ہے سائلِ نادار ہاتھوں میں

نظر پڑتے ہی اُن کے دل کی دنیا ہوگئی روشن
عمرؓ آئے تھے لے کر بُغض کی تلوار ہاتھوں میں

زمانہ حشر تک پاتا رہے گا فیض رحمت کا
لیے بیٹھے ہیں آقاؐ دولتِ انوار ہاتھوں میں

ہوئی جب مَس مبارک اُنگلیوں سے سرورِ دیں کی
تو اِک سوکھی سی ٹہنی بن گئی تلوار ہاتھوں میں

رہے کوئی بھلا محتاج کیوں شہرِ مدینہ میں
لیے بیٹھے ہیں کُل کی نعمتیں سرکارؐ ہاتھوں میں

قریبِ روضۂ آقاؐ تمنا ہے ضمیرؔ اک دن
پڑھوں نعتیں لیے گلدستۂ اشعار ہاتھوں میں

''آزاد ہند'' کلکتہ ۲۱ر مئی ۱۹۹۴ء



کچھ نہیں مشک کی، عنبر کی، سمن کی خوشبو
سب سے اچھی ہے محمدؐ کے بدن کی خوشبو

دل کے گُلشن کا مہکنے لگا گوشہ گوشہ
جب صبا لائی مدینے کے چمن کی خوشبو

حشر تک ہوتا رہے سارا زمانہ سیراب
وہؐ عطا کردیں اگر اپنے دہَن کی خوشبو

مُسکرانے لگے ایمان کے غنچے ہر سو
جب عمرؓ پہ پڑی آقاؐ کے سُخن کی خوشبو

دشت و کہسار بھی گلزار کی صورت مہکے
جب بکھرنے لگی سُلطانِ زمن کی خوشبو

چل مدینہ تجھے سرکارؐ نے بلوایا ہے
کاش یہ لائے خبر ٹھنڈی پون کی خوشبو

وہ غزل ہوکہ رباعی کہ قصیدہ ہو ضمیرؔ
سب سے پیاری ہے مجھے نعت کے فن کی خوشبو

''اخبارِ مشرق'' کلکتہ ۵ رجنوری ۱۹۹۶ء



جس پہ اللہ کے محبوبؐ کا احساں ہوگا
وہی بوذرؓ، وہی سلماںؓ، وہی حسّانؓ ہوگا

ظُلمتِ قبر سے کیوں دل مِرا حیراں ہوگا
عشقِ احمد سے چراغاں ہی چراغاں ہوگا

پائے سرکارؐ کے ذرّوں کا کرم ہو جس پر
بن کے سورج وہ زمانے میں نمایاں ہوگا

کشتیِ زیست محمّد کے حوالے کر دی
کیوں بھلا اب مجھے اندیشۂ طوفاں ہوگا

جس میں شامل ہو محمد کی محبت کا سرور
ہاں وہی سجدہ فقط حاصلِ ایماں ہوگا

روئے وَالشّمس پہ وَالّیل کی پیاری زُلفیں
''آئینہ بھی تو تمھیں دیکھ کے حیراں ہوگا''

جس کے ہاتھوں میں ہو محبوبِ خُدا کا دامن
غیر ممکن ہے وہ محشر میں پشیماں ہوگا

میری پلکوں پہ چمکتے ہوئے جگنو ہوں گے
سامنے جب وہ درِ شاہِ رسولاں ہوگا

اُن کی یادوں کی بہاروں کا خیال آتے ہی
دل بھی شاداب بہ اندازِ گلستاں ہوگا

نعت کے شعر اِسی اُمید پہ لکھتا ہوں ضمیرؔ
میری بخشش کا ذریعہ مرا دیواں ہوگا

''اخبارِ مشرق'' ۱۹۹۵ء کلکتہ



جہاں کی فکر، نہ اندیشۂ الم کرنا
سدا وظیفۂ نامِ شہہ ﷺ اُمم کرنا

اُنھیﷺ کے ذکر سے تسکینِ زندگی ہوگی
اُنھیﷺ کی یاد میں پلکوں کو اپنی نم کرنا

حضور آپ ﷺ جو چاہیں تو سر بلند رہے
جہانِ جور و جفا چاہتا ہے خم کرنا

جہاں ہمارے غموں کو سمجھ نہیں سکتا
اے غم گُسارِ غمِ دو جہاں کرم کرنا

بیاضِ دل کی دکھاؤں گا اپنے آقا ﷺ کو
ہے آنسوؤں سے مجھے شرحِ غم رقم کرنا

درود پڑھ کے محبت سے چومنا پہلے
نبی ﷺ کے وصف میں جاری تو جب قلم کرنا

ضمیرؔ دولتِ کونین مل گئی ہے تجھے
کبھی نہ جذبۂ حُبِ رسول ﷺ کم کرنا



آتشِ عشقِ نبیؐ میں جو فنا ہو جائے گا
دُونوں عالم میں وہ محبوبِ خُدا ہو جائے گا

میں غُلامِ مصطفیٰ ہوں موجِ غم سے کیوں ڈروں
درمیاں طوفان کے بھی راستا ہوجائے گا

غم کے مارو! تھام لو دامن شہہِؐ کونین کا
خود بخود حل زندگی کا مسئلا ہو جائے گا

رب کو خوش رکھنا ہے تو راضی کرو سرکارؐ کو
مصطفیٰ روٹھے تو پھر مولا خفا ہوجائے گا

لو لگا کر دیکھیے یادِ رسولِؐ پاک سے
دل اگر پتّھر بھی ہوتو آئینا ہوجائے گا

اُس کو مل جائے گی دنیا کے ہر اک غم سے نجات
مصطفیٰ کے عشق میں جو مبتلا ہو جائے گا

اُلفتِ محبوبِ حق ہی اُس گھڑی کام آئے گی
جب پرندہ روح کا تن سے جُدا ہوجائیگا

ہر قلم معذور ہے جب نعت گوئی میں ضمیرؔ
تجھ سے کب ممکن ہے حق اس کا ادا ہو جائے گا

''اخبار شرق'' ۱۹۹۶ء



رحمت کی چاندنی میں نہانے کا وقت ہے
سرکارؐ آئے جشن منانے کا وقت ہے

مژدہ سُنانے آئے شہنشاہِ دوجہاں
موتی عقیدتوں کے لٹانے کا وقت ہے

بنیادِ کفر ہلنے لگی ضربِ نُور سے
بانیِ انقلاب کے آنے کا وقت ہے

پھیلے گی کائنات میں وحدت کی روشنی
اب دورِ کفر و شرک کے جانے کا وقت ہے

ہر ذہن ہے تصورِ آقاؐ لیے ہوئے
لب پر گلِ درود سجانے کا وقت ہے

کیوں ہو اُداس آؤ درودِ نبیؐ پڑھو!
بختِ سیاہ آج بنانے کا وقت ہے

آیا ہوا ہے نُور کا سیلاب ہر طرف
تیرہ شبی سے آنکھ ملانے کا وقت ہے

وَا میکدہ ہے ساقیِ کوثر کا رات دن
رحمت کا جام پینے پلانے کا وقت ہے

محبوبِؐ کائنات کی آمد ہے اے ضمیر
اشعارِ نعتِ پاک سُنانے کا وقت ہے

ہفت روزہ ''راشٹریہ سہارا'' دہلی ۶؍جولائی تا ۱۲؍جولائی ۱۹۹۸ء



اشکوں کے پھول نذرِ عقیدت کریں گے ہم
جس دن درِ نبیؐ کی زیارت کریں گے ہم

اس طرح شاد اپنی طبیعت کریں گے ہم
شام و سحر حضور کی مدحت کریں گے ہم

دل سے اگر نبیؐ سے محبت کریں گے ہم
ہے فرش کیا ، فلک پہ حکومت کریں گے ہم

محبوبِ حق حضور کے حسن و جمال کی
قرآں کے آئینے میں تلاوت کریں گے ہم

روشن جو کی تھی شمع رسولِ کریم نے
فانوس بن کے اُس کی حفاظت کریں گے ہم

لاکر تصورات میں جالی حضور کی
گھر بیٹھ کر نظارۂ جنت کریں گے ہم

یادِ رسولِ پاک متاعِ حیات ہے
جب تک ہے سانس اُن سے محبت کریں گے ہم

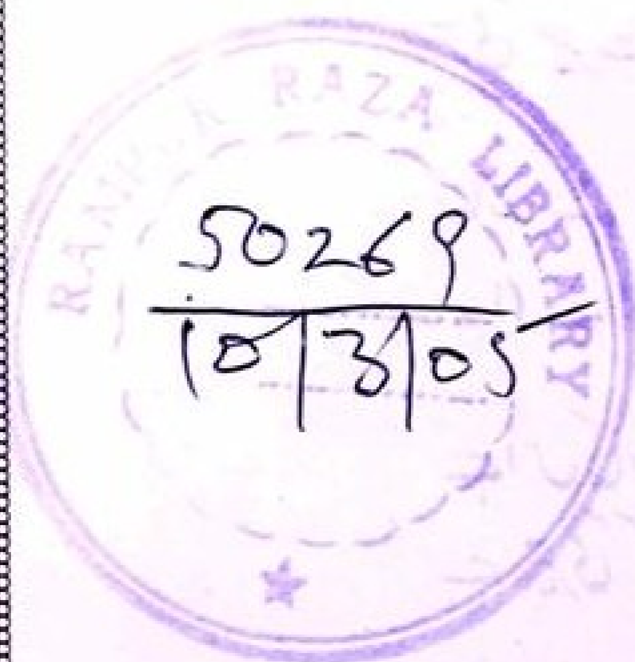
کیوں غم ہمیں ہو روزِ قیامت کا دوستو!
آقاؐ نے جب کہا ہے، شفاعت کریں گے ہم

پڑھ کر درودِ پاک شہہؐ ذی وقار پر
پُرنُور اپنی سیرت و صورت کریں گے ہم

ایمان کہہ رہا ہے ہمارا کہ ایک دن!
''شہرِ شہہؐ اُمم کی زیارت کریں گے ہم''

ہم ہیں ضمیرؔ کوچۂ سرکارؐ کے فقیر
ہرگز کبھی نہ خواہشِ دولت کریں گے ہم

''اخبارِ مشرق'' کلکتہ ۸/۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء
''راشٹریہ سہارا'' ۱۹۹۶ء
سہ ماہی ''شمس وقمر'' بھاگلپور دسمبر ۱۹۹۸ء





سراپا آئینہ کردار روشن
تری باتیں ترے اذکار روشن

ترے اقوال ہیں تفسیرِ قرآں
کلامِ حق تری گفتار روشن

ہزاروں فلسفے دھندلا گئے ہیں
مگر اب تک ترے افکار روشن

ہیں انسانوں کی خوشحالی کے ضامن
تری سیرت ترے اطوار روشن

زمانہ ہے ترے در کا بھکاری
سدا سے ہے ترا دربار روشن

ہے اُس کی روشنی دونوں جہاں میں
ہے تیری کس قدر گفتار روشن

ترے نقشِ کفِ پا سے ہیں اب بھی
مدینے کے درودیوار روشن

اُجالا جب تریؐ یادوں کا پھیلا
ہوا میرا دلِ بیمار روشن

بسی ہے آرزوئے دید اس میں
نہ ہو کیوں چشمِ گوہر بار روشن

تریؐ ہی چشمِ رحمت سے ہُوا ہے
ضمیرِ مفلس و نادار روشن

''آزاد ہند'' کلکتہ



باغِ جنت کا وہ حقدار نہیں ہو سکتا
جو غُلامِ شہہِ ابرار نہیں ہو سکتا

یہ درودِ شہہِ کونین پڑھا کرتا ہے
دل ہمارا کبھی بیمار نہیں ہوسکتا

اب مرے سامنے ہے نقشِ کفِ پائے نبیؐ
اب مِرا راستہ دشوار نہیں ہو سکتا

جس نے دل اپنا جھکایا نہیں اُنؐ کے در پر
وہ کبھی صاحبِ دستار نہیں ہو سکتا

سیرتِ مصطفوی پر جو عمل کرتا ہے
جنتی ہے ، وہ گنہگار نہیں ہوسکتا

جن کی آنکھوں میں نہیں عشقِ محمد کی ضیاء
اُن کو سرکارؐ کا دیدار نہیں ہو سکتا

جس کی ہوتی ہے شہہِ دیں کی قناعت پہ نظر
وہ کبھی حامیِ زردار نہیں ہوسکتا

وہ جو لکھتا نہیں نعتِ شہہِ کونین ضمیرؔ
چاہے کچھ بھی ہو ، قلمکار نہیں ہو سکتا

''آزاد ہند'' کلکتہ ۸/ اکتوبر ۱۹۹۱ء



معطّر معطّر سُہانی فضا ہے
حسیں ساعتِ آمدِ مصطفیٰ ہے

یہ قرآن میں صاف لکھا ہوا ہے
"ثنائے محمد ثنائے خدا ہے"

ہر اک بات ان کی ہے وحیِ الٰہی
نبی کی زباں میں خُدا بولتا ہے!

بنایا ہے سینے کو جب سے مدینہ
جدھر دیکھتا ہوں رُخِ مصطفیٰ ہے

اُسے اپنے جیسا کہوں توبہ توبہ
جسے رب نے یٰسین و طٰہٰ کہا ہے

یہ ممکن نہیں ہے، قدم میرے بہکیں
مرے سامنے سیرتِ مصطفیٰ ہے

ملے کس طرح جسم کا اُس کے سایہ
مجسّم جو اِک نُور کا آئینہ ہے

وظیفہ ہے ہونٹوں پہ نامِ نبی کا
برائے سکوں اب یہی مشغلہ ہے

بشر کیا فرشتوں کی خم ہیں جبینیں
یہ آرام گاہِ شہہِ انبیاء ہے

زمانہ اُٹھائے گا کیا اُس پہ اُنگلی
جو کردار قرآن کا آئینہ ہے

لگاؤں ان آنکھوں میں سرمہ بنا کر
ترے در کی ہر خاکِ خاکِ شفا ہے

وہ ختم الرُسُل ہے، وہی وجہِ کل ہے
وہی ابتدا ہے ، وہی انتہا ہے

ہے کتنی بلند عظمتِ شاہِ بطحا
خدا کی قسم ، یہ خدا جانتا ہے

ذرا چل ادب سے اے بادِ بہاری
ابھی ساعتِ آمدِ مصطفیٰ ہے

دیا عشقِ احمد کا پلکوں پہ میری
کبھی جل رہا ہے، کبھی بجھ رہا ہے

یہ در ہے نبیؐ کا ضمیر اس جگہ پر
کرم ہی کرم ہے، عطا ہی عطا ہے

رضا سوسائٹی بمبئی کے آل انڈیا نعتیہ مقابلے میں خصوصی انعام یافتہ
''اخبارِ مشرق'' ۲۷ر نومبر ۱۹۹۸ء کلکتہ



ہم ہیں دیوانۂ سرکارؐ وہ جب جان گیا
لے کے ساحل کی طرف خود ہمیں طوفان گیا

جب بھی مایوس کیا گردشِ دوراں نے مجھے
یانبیؐ آپؐ کی رحمت کی طرف دھیان گیا

ہیں وہ بیکار جو ہیں عشق سے خالی سجدے
ایک سجدے کے لیے خلد سے شیطان گیا

سر جھکاتے ہیں ادب سے یہاں قدسی زاہد
ہم نے دل اپنا جھکایا تو بُرا مان گیا

حشر کی دھوپ سے عاصی تھے پریشان بہت
سر پہ یہ کون شفاعت کی ردا تان گیا

جب بھی کردارِ محمدؐ کا سوال آیا ہے
اُن کی برہان کو اللہ کا قرآن گیا

نعت پڑھتے ہوئے جب بابِ جناں تک پہنچے
اُنؐ کے شیدائی ہیں، رضواں ہمیں پہچان گیا

حشر کے روز ضمیرؔ اپنی شفاعت کے لیے
ساتھ اپنے میں لیے نعت کا دیوان گیا

آزاد ہند کلکتہ ۲۷؍ستمبر ۲۰۰۲ء
جدید ادبی مرکز کے طرحی مشاعرے میں ۳؍جولائی ۱۹۹۸ء کو پڑھی گئی



انسانی تخئیل کے آئینے میں سمانا مشکل ہے
حسنِ رسولِ پاک ہے کیسا ، یہ بتلانا مشکل ہے

لَیل ہیں زُلفیں، شَمس ہے چہرہ، کوثر آنکھیں، باتیں نور
حُسنِ مکمل ہیں، اُنؐ کی تصویر بنانا مشکل ہے

پیار کی شبنم سے آقاؐ نے صحرا کو گلزار کیا
ظُلم کی اونچی چٹانوں پر پُھول کھلانا مشکل ہے

ایک قدم بھی آگے بڑھا تو جل جائیں گے پَر میرے
شاہِ دوعالم سدرہ سے آگے اب مِرا جانا مشکل ہے

ایسا سخی دیکھا ہی نہیں ہے چشمِ فلک نے آج تلک
جو کھا کر رحمت کے گُہر دنیا میں لُٹانا مشکل ہے

جگمگ جگمگ روشن روشن آقاؐ کا ہر حسنِ عمل
آئینۂ قرآن کو آئینہ دکھلانا مشکل ہے

دیکھ کے اخلاقِ شہہِ بطحا اہلِ طائف دنگ ہوئے
اپنے دشمن کو اپنے سینے سے لگانا مشکل ہے

اپنی طرح کہتے ہو نبیؐ کو لیکن تم نے سوچا ہے؟
چاند کو ٹکڑے کردینا ، سورج پلٹانا مشکل ہے

دشتِ بلا میں آلِ نبیؐ نے لاج بچالی اُمّت کی
راہِ خدا میں سب کے لیے گھر بار لٹانا مشکل ہے

دیکھ کے ان کے دیوانوں کو آتشِ دوزخ نے یہ کہا
اِن کے سینوں میں ہے مدینہ، اِن کو جلانا مشکل ہے

کیا یہ ضمیرؔ اعزاز سے کم ہے، اپنے نبیؐ کا شاعر ہوں
عشق نہیں ہو گر آقاؐ سے نعت سُنانا مشکل ہے

۱۷/اگست ۱۹۹۸ء کو شیب پور گھوش بگان کی نعتیہ انعامی محفل میں اوّل انعام یافتہ
نعت خواں: صابر علی پروانہ



چراغِ عشقِ رسولِؐ اکرم حریمِ دل میں جلا جلا کر
میں اپنی عقبیٰ بنا رہا ہوں نبیؐ کی محفل سجا سجا کر

یہ شہرِ طیبہ کی رہ گزر ہے ، نہ چل نگاہیں اٹھا اٹھا کر
یہاں فرشتے بھی آتے جاتے ہیں اپنی پلکیں جُھکا جُھکا کر

اندھیرے مُجھ کو ڈرا رہے تھے ضمیؔر آنکھیں دکھا دکھا کر
تھی دیر اُن ؐ کو پُکارنے کی ، گئے وہ چہرہ چُھپا چُھپا کر

ادائے شیریں مقال دیکھو، یہ خُلق بھی بے مثال دیکھو
عدو کو اپنا بنا رہے ہیں حضور رحمت لُٹا لُٹا کر

گلوں کے لب پر ہے بات اُن کی، ہے پتّی پتّی پہ نعت اُن کی
درود پڑھتا ہے غنچہ غنچہ ، فضا میں خوشبو اڑا اڑا کر

نبیؐ کا طرزِ کلام پوچھا تو ہنس کے کہنے لگی یہ شبنم
گُلوں نے سیکھا ہے مُسکرانا تبسّمِ لب چُرا چُرا کر

رہے قیامت میں کوئی پیاسا ، یہ کیسے آقا کو ہو گوارا
خود عاصیوں کو پلا رہے ہیں وہ جامِ رحمت بڑھا بڑھا کر

مقامِ شاہِؐ اُمم تو دیکھو ، نبیؐ کا فیض و کرم تو دیکھو
جہاں کو سیراب کررہے ہیں کرم کا دریا بہا بہا کر

نبیؐ ہیں بیشک سراپا رحمت ، ہے اُن کو کتنا خیالِ اُمت
ہمارے عصیاں کو دھو رہے ہیں وہ اشکِ رحمت بہا بہا کر

درِ شہنشاہِ دُو جہاں پر ، کسی بشر کی بساط کیا ہے
وہاں فرشتے درود پڑھتے ہیں اپنی پلکیں جھکا جھکا کر

ہر ایک لمحہ خیال اُنؐ کا ، نظر میں ہے بس جمال اُنؐ کا
نبیؐ کے جلوؤں کو دیکھتا ہوں مدینہ دل کو بنا بنا کر

یہ میرا ایمان ہے ملے گا ، نبیؐ کے در سے پتہ خُدا کا
تجھے مبارک ترا عقیدہ ، تُو جا کے واعظ خُدا خُدا کر

اگرچہ ظاہر ہیں داغِ عصیاں ، بروزِ محشر شہہؐ رسولاں
ہم عاصیوں کو چھپا رہے ہیں کرم کی چادر اُڑھا اُڑھا کر

شبِ الم میں غموں کے سائے نہ اس کو ہرگز ڈرا سکیں گے
نبیؐ کی یادوں کی چاندنی میں ہے دل منوّر نہا نہا کر

ہے میرے ہاتھوں میں اُن کا دامن، مجھے قیامت کا ڈر نہیں ہے
غلامِ محبوبِ کبریا ہوں چلوں نہ کیوں سر اُٹھا اُٹھا کر

بلالِ ؓ حبشی ہوں، یا عمرؓ ہوں، وہ چاہے صدیقؓ ہوں کہ عثمانؓ
بقدرِ پیمانۂ عقیدت نوازتے ہیں بُلا بُلا کر

حصارِ ظلمت میں کیوں پڑے ہو، چلو مدینہ الم نصیبو!
سبھی مدینے سے لوٹتے ہیں نصیب اپنا جگا جگا کر

اسی تمنا میں جی رہا ہوں، مدینہ آقاؐ نے گر بُلایا
ضمیرؔ نعتوں کے پھول رکھوں گا اُنؐ کے در پر سجا سجا کر

''آزاد ہند'' کلکتہ ۱۳؍نومبر ۱۹۹۸ء
ماہنامہ ''باجی'' دہلی اپریل ۱۹۹۹ء
سہ ماہی ''الکوثر'' سہسرام جون ۱۹۹۹ء
سہ ماہی ''ضیاء الحبیب'' دھامنگر اڑیسہ شمارہ نمبر ۱ جولائی ۲۰۰۰ء
روزنامہ انقلاب بمبئی ۱۶؍جون ۲۰۰۰ء



اُنؐ کی چوکھٹ کس لیے ہے طاق و منبر کس لیے
مُضمحل ہے اے مِرے دل کے کبوتر کس لیے

گرمیِ محشر سے کانپے جسم تھر تھر کس لیے
''آپ کا دامن سلامت خوفِ محشر کس لیے''

اُنؐ کے رخسارِ مقدس کے تصور میں ہوں گم
میں ابھی دیکھوں بھلا سوئے گُلِ تر کس لیے

حشر کا سورج مجھے آنکھیں دکھا سکتا نہیں
ہے مِرے سرکار کی رحمت کی چادر کس لیے

اُنؐ کی رحمت کا ہر اک قطرہ ہے بحرِ بے کراں
تجھ سے مانگوں اے زمانے کے سمندر کس لیے

اُنؐ کے پیزاروں کے ذرّوں سے ہیں یہ تابانیاں
اس قدر اترا رہے ہیں ماہ و اختر کس لیے

جس کو آقاؐ آپؐ کے در کی غلامی مل گئی
اُس کو ہوگی خواہشِ تاجِ سکندر کس لیے

کون سی منزل ہے یہ ، کیسا مقام عشق ہے
کانپتے ہیں حضرتِ جبریل کے پَر کس لیے

اُن کی اولادوں کا صدقہ جن کو حاصل ہو گیا
ہوں وہ منّت کش بھلا شاہوں کے در پر کس لیے

کیا صبا آئی ہے زُلفِ یار کی خوشبو لیے
گوشہ گوشہ ہے مِرے دل کا معطّر کس لیے

لاکھ دانشور ہوں جو نعتِ نبیؐ کہتے نہیں
ہم کہیں ایسے سخنور کو سخنور کس لیے

قبر کی تاریکیوں سے ہم نہیں ڈرتے ضمیرؔ
رحمتِ کونین ہیں انوار پیکر کس لیے

''آزاد ہند'' کلکتہ ۲۶ر مئی ۲۰۰۰ء



کیا لکھے بشر مدحتِ سلطانِ مدینہ
جانے ہے خدا رفعتِ سلطانِ مدینہ

محشر کی کڑی دھوپ میں ہے تجھ پہ بھروسا
اے ابرِ کرم رحمتِ سلطانِ مدینہ

قرآن میں دیکھو گے جو ایماں کی نظر سے
آئے گی نظر سیرتِ سلطانِ مدینہ

صدیق کو مہتاب بھی پھیکا نظر آیا
دیکھی جو حسیں صورتِ سلطانِ مدینہ

جب حضرتِ جبریل سمجھنے سے ہیں قاصر
کیا جانے کوئی شوکتِ سلطانِ مدینہ

نازاں تھی مقدر پہ بہت ذات علیؓ کی
واللہ شبِ ہجرتِ سلطانِ مدینہ

آئینۂ وَالَّیلْ ہیں آئینۂ وَالشَّمس
گیسوئے حسیں صورتِ سلطانِ مدینہ

جب رب نے کہا ہے "وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ"
معلوم کسے قامتِ سلطانِ مدینہ

قرآں میں اُسے "فتحِ مُبیں" رب نے کہا ہے
دیکھے تو کوئی حکمتِ سلطانِ مدینہ

"اَکۡمَلۡتُ لَکُم دِینَکُم" آیت ہوئی نازل
یوں پوری ہوئی حسرتِ سلطانِ مدینہ

کیا سطوتِ شاہی سے اُسے کام جہاں میں
مل جائے جسے قُربتِ سلطانِ مدینہ

قسمت سے جو مل جائے تو پلکوں پہ سجالوں
خاکِ قدمِ حضرتِ سلطانِ مدینہ

وہ بات کہاں قیصر و کسریٰ کے محل میں
دیکھ آکے ذرا سطوتِ سلطانِ مدینہ

گُمراہ زمانہ بھی ہوئے دین کے رہبر
ہے تیرا کرم رحمتِ سلطانِ مدینہ

ہر رازِ مشیّت کا ہے ادراک نبیؐ کو
رب جانے ہے ہر نیّتِ سلطانِ مدینہ

اسلام میں محدود نہیں اُنؐ کی بڑائی
ہر قوم میں ہے شہرتِ سلطانِ مدینہ



دولت کی تمنا ہے نہ شہرت کی تمنا
بس دل میں رہے الفتِ سلطانِ مدینہ

کوزے میں سمندر کو چھپا رکھا ہے میں نے
ہے دل میں نہاں اُلفتِ سلطانِ مدینہ

دنیا کے زر و مال تو ہیں گردِ کفِ پا
ہے یادِ خدا دولتِ سلطانِ مدینہ

کردیتی ہیں دنیائے تصور کو فروزاں
لمعاتِ رخِ حضرتِ سلطانِ مدینہ

جتنا بھی کروں ناز مقدر پہ میں، کم ہے
''حاصل ہے مجھے نسبتِ سلطانِ مدینہ''

ظاہر ہے ضمیرِ آیتِ ''لَوْلَاکَ لَمَا'' سے
بالا ہے بہت عظمتِ سلطانِ مدینہ

''آبشار'' کلکتہ ۴ رجولائی ۲۰۰۳ء
''اخبارِ مشرق'' کلکتہ ۲۳ رمارچ ۲۰۰۱ء
۲۱ رجنوری ۲۰۰۱ء کو دبستانِ عنوان چشتی و گلزارِ شکیل ہوڑہ کے طرحی مشاعرے میں درج بالا نعتِ پاک پڑھی گئی۔ (ض ی)



طلب سے پہلے کھلے اُن کی رحمتوں کے گُلاب
نہ کیوں ہوں دامنِ دل میں مُسرّتوں کے گُلاب

غمِ حیات سے وہ مضمحل بشر کیوں ہو
کِھلے ہیں جس کے بھی دل میں عقیدتوں کے گُلاب

وہ خوفِ حشر کریں کیوں، ہیں جن کے دامن میں
نبیؐ کے فیض کی کلیاں، شفاعتوں کے گلاب

حضور اب تو ہمیں بھی مدینہ بلوالیں
ہُمک رہے ہیں زمانے سے چاہتوں کے گلاب

خدا کرے کہ وہ ارضِ کرم مقدر ہو
قدم قدم پہ جہاں ہیں فضیلتوں کے گلاب

جہاں میں چمکے وہ اصحابِ با وفا بن کر
جنھوں نے چُن لیے اُنؐ کی نصیحتوں کے گلاب

جدھر بھی دیکھیے گلزارِ شہر طیبہ میں
کھلے ہیں رحمتِ عالم کی رحمتوں کے گلاب

ضمیرؔ اُن کے نقوشِ قدم ہیں مشعلِ راہ
کھلے ہیں آج بھی اُنؐ کی ہدایتوں کے گلاب



معجزہ معجزہ معجزہ معجزہ
ہے عیاں ہر طرف نور کا معجزہ

دیکھیں اہلِ نظر نور کا معجزہ
دیدۂ کور دیکھیں گے کیا معجزہ

سارے کعبے کے بت منہہ کے بل گر پڑے
ان کے آتے ہی روشن ہوا معجزہ

کفر دکھلا رہا ہے ہمیں آنکھ پھر
کوئی دکھلایئے پھر شہا معجزہ

چند مخصوص پر منحصر کچھ نہیں
ہر عمل آپ کا مصطفیٰ معجزہ

منکرِ اختیارِ نبی سے کہو
ایک بھی ان کے جیسا دکھا معجزہ

ڈوبا سورج بھی لوٹا، قمر شق ہوا
جو اشارہ کیا ، بن گیا معجزہ

جب بھی عظمت پہ انگلی اٹھائی گئی
میرے آقا نے دکھلا دیا معجزہ

ان کی ہر بات مولا کو محبوب ہے
جو کہا آپ نے بن گیا معجزہ

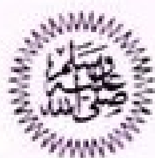
بھر گیا نعمتوں سے حلیمہ کا گھر
ان کے بچپن کا دیکھو ذرا معجزہ

ہر نبی کو یہ اعزاز بخشا گیا
غیب کا علم ، نورِ خدا معجزہ

ان کی کس کس ادا کا کروں وصف میں
''میرے سرکار کی ہر ادا معجزہ''

چشمِ ایماں سے دیکھے تو کوئی ضمیرؔ
ہے عیاں آج بھی نور کا معجزہ

جدید ادبی مرکز کے طرحی مشاعرے میں ۱۲/دسمبر ۱۹۹۱ء کو یہ نعت پڑھی گئی۔
سہ ماہی ضیاء الحبیب اڑیسہ، اپریل مئی جون ۲۰۰۱ء



جامِ کرم لنڈھاتے ہیں سرکار رات دن
پیتے ہیں جھوم جھوم کے میخوار رات دن

آئینہ جب سے عشق کا دل کو بنا لیا
میں دیکھتا ہوں جلوۂ سرکار رات دن

گمراہ کر نہ پائے گی مجھ کو نئی صدی
پیشِ نظر ہے سیرتِ سرکار رات دن

پڑھ کر نماز پیرویِ مصطفیٰ کرو!
کہتے ہیں مسجدوں کے یہ مینار رات دن

صدقے میں مصطفیٰ کے مدینے میں حشر تک
''ہوتی رہے گی بارشِ انوار رات دن''

بجھتی نہیں نگاہِ تصور کی تشنگی
کرتا ہوں مصطفیٰ کا میں دیدار رات دن

باشندگانِ شہرِ نبیؐ کیوں ملول ہوں
سر پر تنی ہے چادرِ انوار رات دن

شاید اسی بہانے ہو بخشش مری ضمیرؔ
پڑھتا ہوں نعتِ سیّدِ ابرار رات دن

''اخبارِ مشرق کلکتہ ۱۵؍دسمبر ۲۰۰۱ء



جب انھیں یاد کیا کرتے ہیں
ہم مدینے میں ہوا کرتے ہیں

جب درود ان پہ پڑھا کرتے ہیں
پھول رحمت کے کھلا کرتے ہیں

دل کو یوں شاد کیا کرتے ہیں
نعتِ سرکار پڑھا کرتے ہیں

وہ ملائک ہوں، وہ جن ہوں کہ بشر
سب ترے در پہ جھکا کرتے ہیں

میری ہر سانس کی ان کو ہے خبر
دل کی دھڑکن وہ سنا کرتے ہیں

ہاں وہ رہتے ہیں مدینے میں مگر
باخبر ہم سے رہا کرتے ہیں

جب خیالِ رخِ سرکار آئے
سورۂ نور پڑھا کرتے ہیں

جب ڈراتا ہے اندھیرا غم کا
یادِ آقا سے ضیا کرتے ہیں

جو نہیں کرتے نبی کی تعظیم
ان سے ہم دور رہا کرتے ہیں

دھوپ میں غم کی شہہِ، کون و مکاں
سر پہ رحمت کی گھٹا کرتے ہیں

ان سے رکھتی ہے عقیدت دنیا
جو غمِ شہہ میں مٹا کرتے ہیں

جو غلامِ شہہِ دیں ہو جائے
اس کے سب در پہ جھکا کرتے ہیں

ہر زمانے میں زمانے والے
"تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں"

ہم بھی پہنچیں درِ آقا پہ ضمیرؔ
بس خدا سے یہ دعا کرتے ہیں

عرسِ تیغی کے موقع پر کل ہند طرحی مشاعرے کے لیے یہ نعت کہی گئی۔
مطبوعہ اخبارِ مشرق، ۷؍اپریل ۲۰۰۰ء



رشکِ فردوسِ بریں کیوں نہ ہو کوچہ تیرا
نیّرِ عرش سے پُر نور ہے ذرہ تیرا

دیکھ کر کیوں نہ چلوں نقشِ کفِ پا تیرا
کامیابی کی طرف جاتا ہے رستہ تیرا

وہ کسی اور کا منت کشِ احساں کیوں ہو
مل گیا جس کو زمانے میں سہارا تیرا

چند صدیوں ہی پہ محدود نہیں تیرا کرم
ہر زمانے پہ ہے احساں شہہِ بطحا تیرا

تیری تمثیل بشر لائے تو لائے کیسے؟
پرتوِ نورِ الٰہی ہے سراپا تیرا

دیکھ سکتی نہیں محدود زمانے کی نظر
ساری دنیا پہ ہے پھیلا ہوا سایہ تیرا

اس کی عظمت کا ہے اللہ کا قرآن گواہ
سارے شہروں ہی سے افضل ہے مدینہ تیرا

ناز کیسے نہ کرے اپنے مقدر پہ ضمیرؔ
اس کو حاصل ہے شہہِ پاک وسیلہ تیرا



کہتے ہیں اسے حق وہ باطل یہ کعبہ ہے وہ بت خانہ ہے
آقا کے وسیلے سے ہم نے اللہ کو بھی پہچانا ہے

جس نے نہیں پہچانا ان کو بوجہل ہوا بولہب ہوا
صدیق و عمر بن کر چمکا جس نے بھی انھیں پہچانا ہے

ہم خاک بشر وہ نور بشر ہم جز بھی نہیں وہ مظہرِ کُل
اس راز سے جو ہیں ناواقف یہ راز انھیں بتلانا ہے

میخوارِ محبت طیبہ کو میخانۂ رحمت کہتے ہیں
ملتا ہے وہاں کوثر کا مزہ چھلکا ہوا ہر پیمانہ ہے

توقیرِ محمد کی خاطر گھر بار لٹانے والے کو
دیوانہ نہ سمجھیں اہلِ جہاں دراصل وہی فرزانہ ہے

کیا جائز ہے کیا ناجائز دیوانے کو اس سے کیا مطلب
دیوانہ تو جالی چومے گا دیوانہ فقط دیوانہ ہے

ہو فکر نہ کیوں روشن روشن ہے ذاتِ نبی موضوعِ سخن
دیکھو تو یہ فیضِ شاہِ زمن پُر نور مرا کاشانہ ہے

چلنے لگی غم کی پروائی ، پھر یاد مدینے کی آئی
اب پڑھ کے درودِ شاہِ امم اس دل کو مجھے بہلانا ہے

قرآن میں ہے یہ لکھا ہوا ہے قولِ محمد قولِ خدا
فرمانِ خدا سمجھو اس کو سرکار کا جو فرمانا ہے

ہر وقت نزولِ رحمت ہے اس در کا تقدس کیا کہنا
''آقا کا ہے وہ دربار جہاں جبریل کا آنا جانا ہے''

اب اس کی بلندی کیا کہیے، طیبہ میں جسے آجائے قضا
وہ موت حیاتِ ابدی ہے معراج وہاں مرجانا ہے

میں کیا ہوں حقیقت میری کیا لاکھوں ہیں ضمیرؔ ان کے شیدا
ہیں شمعِ رسالت شاہِ امم اور سارا جہاں پروانہ ہے

زکریا اسٹریٹ کلکتہ کے سالانہ طرحی نعتیہ مشاعرے میں ۲۷ر اکتوبر کو یہ نعت پڑھی گئی



جہاں کی شام بھی رشکِ سحر ہے یا رسول اللہ
وہ بس طیبہ نگر طیبہ نگر ہے یارسول اللہ

سرِا قدس کی رفعت کو کوئی کیسے سمجھ پائے
قدم جب آپ کا افلاک پر ہے یارسول اللہ

ہوا ہے مس جو ذرہ آپ کے پائے مبارک سے
نگاہِ عشق میں لعل و گہر ہے یا رسول اللہ

کہا ہے جس کو قرآں نے صراط المستقیم آقا
فقط وہ آپ ہی کی رہ گزر ہے یا سول اللہ

مدینہ مرکزِ فیض و کرم کل بھی تھا اور اب بھی
مدینہ مخزنِ علم و ہنر ہے یا رسول اللہ

یہ ممکن ہی نہیں انسان سے تکمیلِ مدحت ہو
ثنا خواں جب خدائے بحر و بر ہے یارسول اللہ

کہ جب سے آپ کی سیرت کو اس نے چھوڑ رکھا ہے
زمانے میں مسلماں در بہ در ہے یارسول اللہ

عطا اک بوند بھی رحمت کی ہو تو لہلہا اٹھے
کہ صبحِ زیست مثلِ دوپہر ہے یارسول اللہ

زمیں کی وسعتوں پر آپ کے اکرام کا سایہ
فلک بھی آپ کے زیرِ اثر ہے یا رسول اللہ

وہ جس گلشن پہ شاہینِ محبت کا بسیرا تھا
اب اس پر پھر عقابوں کی نظر ہے یارسول اللہ

ضمیر اب کیوں غمِ ایام کے شعلوں سے گھبرائے
کرم پر آپ کے اس کی نظر ہے یا رسول اللہ

مطبوعہ روزنامہ آبشار کلکتہ ۱۱/۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء



محبوبِ کائنات کے در پر نہیں ہوں میں
''خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں''

صحنِ رسولِ پاک کے اندر نہیں ہوں میں
افسوس ان کے در کا کبوتر نہیں ہوں میں

انسان اور پیکرِ نوری کی ہمسری؟
پائے نبی کی دھول سے بہتر نہیں ہوں میں

سرکار کے اتھاہ کرم سے ہے واسطہ
کس نے یہ کہہ دیا کہ سمندر نہیں ہوں میں

شاخِ چمن پہ ہنس کے ہر اک گل نے یہ کہا
کب ذکرِ مصطفےٰ سے معطر نہیں ہوں میں

جب سے نبی کے در کی غلامی ملی مجھے
محسوس کر رہا ہوں کہ کمتر نہیں ہوں میں

سرکار پھر میں رہ گیا محرومِ حاضری
اس مرتبہ بھی حج کے سفر پر نہیں ہوں میں

میری ہر ایک بات کی آقا کو ہے خبر
مانا قریبِ ساقیٔ کوثر نہیں ہوں میں

ہاتھوں میں جب سے آ گیا دامن رسول کا
اس دن سے یارو خائفِ محشر نہیں ہوں میں

نعتِ رسولِ پاک میں جس دن نہ کہہ سکوں
اس دن کہوں گا خود کو سخنور نہیں ہوں میں

جس دن سے مل گیا ہے سہارا حضور کا
اس دن سے گردشوں سے بھی ڈر کر نہیں ہوں میں

دیدارِ مصطفےٰ مری آنکھوں کو ہو نصیب
اتنا ضمیرؔ اعلیٰ مقدر نہیں ہوں میں

نعتیہ رُباعیات

(۱)

وہ نعمتِ دارین لیے آئے ہیں
ہر دل کے لیے چین لیے آئے ہیں
مغموم نہ ہو درد کی ماری دُنیا
رحمت شہہِ کونین لیے آئے ہیں

(۲)

اللہ کا پیغام سنانے آئے
باطل کا ہر اک نقش مٹانے آئے
وہ رحمتِ کونین سراپا اخلاق
پتھر کو بھی انسان بنانے آئے

(۳)

خوش رنگ گھٹاؤں نے پڑھا صلِّ علیٰ
پاکیزہ ہواؤں نے پڑھا صلِّ علیٰ
جس وقت ولادت ہوئی شاہِ دیں کی
مکّے کی فضاؤں نے پڑھا صلِّ علیٰ

(۴)

روشن درودیوار نظر آتے ہیں
انوار ہی انوار نظر آتے ہیں
اللہ رے یہ حُسنِ تصوّر اُنؐ کا
ہر سو مِرے سرکار نظر آتے ہیں

(۵)

اُنؐ سا تو جہاں میں کوئی آیا بھی نہیں
مولا نے کوئی اُنؐ سا بنایا بھی نہیں
اُس ذات کو تم مثلِ بشر کہتے ہو
کونین میں جس کا کوئی سایا بھی نہیں

(۶)

اللہ کی رحمت کا خزینہ ہوجائے
انوارِ الٰہی کا دفینہ ہوجائے
اللہ رے نقشِ کفِ پائے سرکارؐ
یثرب میں پڑے تو وہ مدینہ ہوجائے

(۷)

اعلیٰ سے بھی اعلیٰ سے بھی اعلا رتبہ
بالا سے بھی بالا سے بھی بالا رتبہ
قرآں سے جو پوچھو گے نبیؐ کی عظمت
بتلائے گا اللہ تعالیٰ رتبہ

(۸)

اس دل کی تمنا کو مٹا دے اللہ
ان آنکھوں کی اب پیاس بجھا دے اللہ
جس شہر کی قرآن نے کھائی ہے قسم
وہ شہرِ کرم مجھ کو دکھا دے اللہ

(۹)

سوکھی ہوئی لکڑی کو شجر کس نے کیا
ذرّوں کو بھی رخشندہ گُہر کس نے کیا
انگشتِ کرم اپنی اٹھا کر پل میں
مہتاب کا دو ٹکڑے جگر کس نے کیا

(۱۰)

رحمت سے وہ محروم مقدر کیوں ہو
وہ شخص بھلا خائفِ محشر کیوں ہو
جس شخص کے سینے میں ہے عشقِ سرکارؐ
پھر آتشِ دوزخ کا اُسے ڈر کیوں ہو

(۱۱)

اللہ کے محبوب کا در دیکھیں گے
رحمت کی حسیں شام و سحر دیکھیں گے
مولا کی عنایت سے بفیضِ سرکارؐ
ایماں ہے مِرا طیبہ نگر دیکھیں گے

(۱۲)

مغموم وہاں کوئی کہاں رہتا ہے
جس شہر میں جنّت کا سماں رہتا ہے
وہ شہر مدینہ ہے جہاں ہر لمحہ
اِک نُور کا سیلاب رواں رہتا ہے

(۱۳)

آئینۂ کردار لیے آتے ہیں
رحمت مِرے سرکارؐ لیے آتے ہیں
ہوجائے گا اب کفر کا دامن صد چاک
دامن میں وہ انوار لیے آتے ہیں

(۱۴)

اس کوچے میں جنت کی ہوا ملتی ہے
دنیا کے مریضوں کو شفا ملتی ہے
وہ در ہے مسیحائے دوعالم کا ، وہاں
ہر درد کی ، ہر غم کی دوا ملتی ہے

(۱۵)

ذرّہ کو بھی سورج کے برابر کردے

جگنو کو بھی مہتاب کا ہمسر کردے

اے رحمتِ کونین اگر تو چاہے

قطرہ کو بھی پل بھر میں سمندر کردے

(۱۶)

پُرنُور محبت کا نگینہ کردے

شفاف عقیدت سے یہ سینہ کردے

جب چاہوں میں سرکارؐ کا جلوہ دیکھوں

اللہ مرے دل کو مدینہ کر دے

(۱۷)

ہو وقت کے قلاّش خزانہ ڈھونڈھو

مسرور ہو دل جس سے ترانہ ڈھونڈھو

دنیا میں کہیں تم کو ملے گی نہ پناہ

اسلام کے دامن میں ٹھکانہ ڈھونڈھو

(۱۸)

ششدر ہو جہاں واقعہ ایسا ہوجائے

دُنیا کی نگاہوں میں کرشمہ ہو جائے

واللہ مرا گیسوؤں والا محبوبؐ

مٹی پہ قدم رکھ دے تو سونا ہوجائے

(۱۹)

تنویرِ حرم پیشِ نظر ہوتی ہے
ہر سانس کی مولا کو خبر ہوتی ہے
کیا بات ہے اُس ارضِ مُقدس کی جہاں
قرآں کے اجالوں میں سحر ہوتی ہے

(۲۰)

وہ نُور فشاں راہ گُزر کیا کہنا
وہ منزلِ عرفاں کا سفر کیا کہنا
ہر لمحہ وہاں ہوتا ہے نیکی میں شمار
کعبے کی حسیں شام و سحر کیا کہنا

(۲۱)

معلوم کسے دہر میں رُتبہ تیرا
قرآن مکمل ہے قصیدہ تیرا
ممکن ہی نہیں بشر سے تیری توصیف
ذاکر ہے خود اللہ تعالیٰ تیرا

(۲۲)

رحمت سے دُھلی نُور میں ڈھالی چادر
وہ ابرِ کرم، رحمتوں والی چادر
اے حشر کے سورج مجھے آنکھیں نہ دکھا
سر پر مِرے آقا کی ہے کالی چادر

(۲۳)

تسلیم ہے یارب کہ گنہگار ہیں ہم
مجرم ہیں ، سیہ کار و خطاکار ہیں ہم
دامن میں گناہوں کے سوا کچھ بھی نہیں
کر رحم غلامِ شہہِ ابرار ہیں ہم

(۲۴)

طالب تھا جہاں جس کا وہ مطلوب دیا
کونین کو اعزاز یہ کیا خوب دیا
جتنا بھی کریں شکر خدا کا ، کم ہے
سرکار سا اُس نے ہمیں محبوب دیا

مطبوعہ

ماہنامہ پندرہویں صدی دہلی ☆ روزنامہ اردو نیوز، جدّہ سعودیہ عربیہ
روزنامہ آزاد ہند، کلکتہ ☆ ہفتہ وارنئی صدی، کلکتہ
ماہنامہ ''عاقبت'' کلکتہ ☆ سہ ماہی دستخط، بارک پور
روزنامہ اخبارِ مشرق، کلکتہ

نعتیہ ماہیے

(۱)

کیا حسنِ درخشاں ہے
روئے محمد سے
آئینہ بھی حیراں ہے

(۲)

طیبہ کی فضاؤں میں
زلفِ شہہِ دیں کی
خوشبو ہے ہواؤں میں

(۳)

ہو تم سا بشر کیسے
ایک اشارے میں
جو چاند کرے ٹکڑے

(۴)

ایمان ہمارا ہے
شہرِ مدینہ میں
جنّت کا نظارہ ہے

(۵)

ہر شام سنور جائے
یادِ محمد سے
خوشبو سی بکھر جائے

(۶)

ہر غم سے ہے بیگانہ
جب سے ہوا ہے دل
سرکار کا دیوانہ

(۷)

کب عیش وطرب کا ہے
دل مرا دیوانہ
سلطانِ عرب کا ہے

(۸)

مغموم نہیں جاتا
در سے کوئی ان کے
محروم نہیں جاتا

(۹)

توقیر کا حامل ہے
آپؐ کی چوکھٹ کا
ذرّہ مہِ کامل ہے

(۱۰)

کیوں حشر کی الجھن ہو
ہاتھ میں جس کے بھی
سرکار کا دامن ہو

(۱۱)

خواہش ہے زیارت کی
در پہ بلا لیجے
معراج ہو قسمت کی

(۱۲)

اے ساقیِ کوثر ہے
آپؐ کی رحمت کا
قطرہ بھی سمندر ہے

(۱۳)

ایمان سراپا تُو
نُور کا آئینہ
قرآن کا سراپا تُو

(۱۴)

اُمّی لقبی جیسا
کوئی نہیں ہوگا
نبیوں کے نبی جیسا



سچ پھول دُعا ہوگی
اُنؐ کے وسیلے سے
مقبول دُعا ہوگی



مدّاح ہے رب تیراؐ
نام محمدؐ ہے
احمد ہے لقب تیراؐ



سب رازِ نہاں جانے
میرا مسیحا تو
اشکوں کی زباں جانے



منزل پہ چلا آیا
اُنؐ کو پکارا تو
ساحل پہ چلا آیا



رس گھل گئے کانوں میں
نام یہ کس کا ہے
پُرنُور اذانوں میں



مولا کی نوازش ہے
شہرِ مدینہ میں
اکرام کی بارش ہے



اے شاہِ اُمم رکھیے
سنگ سمجھ کر ہی
سینے پہ قدم رکھیے



کونین کی دولت ہے
قلب میں جو روشن
سرکارؐ کی اُلفت ہے



اعلیٰ سے بھی اعلا ہے
شانِ نبی حدّ!!
ادراک سے بالا ہے



چاہت نہیں حوروں کی
کاش کہ مل جائے
وہ چھاؤں کھجوروں کی



رحمت کے خزینے سے
بھیک ملی گُل کو
آقا کے پسینے سے



ہر آنکھ ہی حیراں ہے
ٹوٹی چٹائی پر
کونین کا سلطاں ہے



اُس مخزنِ رحمت سے
کون گیا خالی
دربارِ رسالت سے



پُر نُور فضائیں ہیں
کوچۂ طیبہ میں
جنت کی ہوائیں ہیں



پُر نُور نظاروں میں
اُنؐ کی زیارت کر
قرآن کے پاروں میں



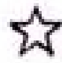
مدحت کا سلیقہ دے
نعت لکھوں تیری
حسان کا صدقہ دے



اُلفت ہی اُلفت ہے
شہرِ مدینہ میں
رحمت ہی رحمت ہے



کب خلد کی چاہت ہے
آپؐ کا کوچہ بھی
دیوانوں کی جنت ہے



یہ عین سعادت ہے
نعتِ نبیؐ لکھنا
حسّان کی سنّت ہے

گلبن ماہیا نمبر احمد آباد، نیرنگِ خیال، راولپنڈی
سخنور، کراچی ☆ آزاد ہند، کلکتہ
ماہنامہ باجی، دہلی ☆ سہ ماہی کوہسار، بھاگلپور

نعتیہ دوہے

(۱)

نوری چوکھٹ چوم لوں، پلکوں سے سرکارؐ
جیتے جی بلوایئے، طیبہ میں اک بار

(۲)

ہو وہ علم الارض یا، وہ علم الافلاک
مولا نے بخشا اُنھیںؐ، ہر شے کا ادراک

(۳)

جنّت اُن کے واسطے، کوثر اُن کے نام
جو کرتے ہیں دہر میں، سنّت اُنؐ کی عام

(۴)

دل میرا ہوتا نہیں، غم سے کبھی ملول
حشر میں لے کر آئیں گے، وہ بخشش کے پھول

(۵)

میرے آقاؐ ہے وہی، امت بے توقیر
مٹھی میں رکھتی تھی جو، دُنیا کی تقدیر

(۶)

وہ گیسوئے عنبریں، چہرہ پُر انوار
خواب میں ہی اے کاش ہو، آقا کا دیدار

(۷)

ہوتی رہتی ہے جہاں، رحمت کی برسات
دن سے بھی پُرنُور ہے، شہرِ نبی کی رات

(۸)

دو مصرعوں میں کیا لکھے، کوئی بھلا صفات
پیارا اُنؐ کا نام ہے، اعلیٰ اُنؐ کی ذات

(۹)

صنفِ نعتِ پاک ہے، دو دھاری تلوار
رکھنا اپنے ذہن کو، ہر لمحہ ہشیار

(۱۰)

خوشبو پھیلی کھل اٹھے، منظر منظر پھول
یاد آئے ہیں جس گھڑی، مجھ کو مرے رسولؐ

(۱۱)

احمد ہے جس کا لقب، اور محمد نام
پڑھتا ہوں اُس پر درود، ہر دم صبح و شام

(۱۲)

ذرّے ذرّے پر نظر، ہے اُنؐ کی لا ریب
مولا نے اُنؐ کو عطا، کیا ہے علمِ غیب

(۱۳)

اُنؐ کے در پر کیوں رہے، کوئی بشر ملول
ہر سو جب مہکے ہوئے ہیں رحمت کے پھول

(۱۴)

ہو جاتا ہے دِل مِرا، دُکھ سے جب بیزار
پڑھتا ہوں میں اُس گھڑی، نعتوں کے اشعار

(۱۵)

اُس کی مدحت کر سکے، کیا کوئی انسان
ذاکر اور مدّاح ہے، خود جس کا رحمان

(۱۶)

اُسؐ کی خاطر ہیں سجے، جنّت کے باغات
چلتا ہے جو آپؐ کی، سیرت پر دن رات

(۱۷)

لے جاتی ہے دیکھیے، کب مجھ کو تقدیر
آنکھوں میں پھرتی ہے بس، طیبہ کی تصویر

(۱۸)

دیکھ مِرے سرکارؐ کی، دیکھ نرالی شان
مجھ نِرگُن کو بھی ملا، شاعر کا سمّان

نعتیہ ہائیکو

(۱)

جب پڑھتا ہوں نعت
مجھ پر ہوتی رہتی ہے
رحمت کی برسات

(۲)

کہتا ہے ایمان
یاد نبی ﷺ کی جب آئے
پڑھ لینا قرآن

(۳)

کون کرے تعریف
مولانے کی ہو جس کی
قرآں میں توصیف

(۴)

اوّل آخر آپؐ

عظمت مولا ہی جانے

باطن ظاہر آپؐ

(۵)

دیکھ اُنؐ کے اکرام

شاہ و گدا کا فرق نہیں

رحمت اُن کی عام

(۶)

تو رب کا محبوب

تجھ سے کوئی راز رہے

پھر کیسے محجوب

(۷)

جینے کا مقصود

روضے پر آ کر میں بھی

آقاؐ پڑھوں درود

(۸)

کچھ بھی نہیں گلاب
اُن کی صورت کے آگے
پھیکا ہے مہتاب

(۹)

سب اُلجھن ہوں دور
اگر کریں عاصی پر آپؐ
چشمِ کرم حضور

(۱۰)

دل ہے عبث ملول
مانگ وسیلے سے اُنؐ کے
ہوگی دُعا قبول

(۱۱)

طیبہ کا منظر
خوابوں کو روشن کرنے
آتا ہے اکثر

(۱۲)

اس پر ہے ایمان
اُن کی رحمت سے بیشک
ٹلتا ہے طوفان

(۱۳)

محبوبِ رحمان
میں تیری نعتیں لکھوں
اعلیٰ تیری شان

(۱۴)

ہردم صبح و شام
وردِ زباں رہتا ہے بس
پیارے نبیؐ کا نام

(۱۵)

دیدارِ سرکارؐ
مولا خوابوں ہی میں ہو
کاش کبھی اک بار

ہائیکو ورلڈ ۲۰۰۱ء جنوری تا مارچ کراچی



چار جانب چاندنی چھٹکی ہوئی اچھی لگی
کوچۂ شہرِ نبیؐ کی دلکشی اچھی لگی

یہ بہاریں، یہ سماں، یہ چاندنی اچھی لگی
عاشقوں کو محفلِ نعتِ نبیؐ اچھی لگی

راہِ حق پر مجھ کو چلنے کا سلیقہ آ گیا
اُلفتِ شاہِ اُمم کی بے خودی اچھی لگی

زیست کی تاریک راہوں میں سفر کرتے ہوئے
یادِ محبوبِؐ خُدا کی چاندنی اچھی لگی

جس کے ہر صفحے پہ لکھا تھا شہہِ بطحا کا نام
با خدا اُس کی کتابِ زندگی اچھی لگی

وہ کرے اہلِ دول کا وصف یہ ممکن نہیں
جس سخنور کو تری مدحت گری اچھی لگی

عشقیہ غزلوں میں سر اپنا کھپائے کس لیے
جس کو نعتِ مصطفیٰ کی دلکشی اچھی لگی

عشقِ محبوبِ خدا میں ہر ستم سہتے رہے
جرأتِ حق وہ بلالِؓ پاک کی اچھی لگی

داخلِ اسلام ہوکر بول اٹھے حضرت عمر
میرے آقاؐ آج اپنی زندگی اچھی لگی

ساقیِ کوثر نے جب کوثر پلایا حشر میں
اے ضمیرؔ اُس وقت اپنی میکشی اچھی لگی

''آزاد ہند'' کلکتہ ۱۱/جولائی ۲۰۰۱ء
عرس تیغی قادری کے موقع پر محمد علی پارک کلکتہ میں منعقدہ آل انڈیا نعتیہ مشاعرے میں ۲۲/جون ۲۰۰۱ء کو یہ نعت پڑھی گئی۔



زندگی ذی حشم چاہیے
آپ کا بس کرم چاہیے

مجھ کو کافی ہے رحمت کی بوند
کب کہا جامِ جم چاہیے

عمر بھر کی خوشی کے لیے
عمر بھر ان کا غم چاہیے

مصطفیٰ کی گلی کا پتہ
واعظِ محترم چاہیے

میں نے مانا یہ پتھر نہیں
دل پہ نقشِ قدم چاہیے

کیا کروں گا میں لعل و گہر
خاکِ ارضِ حرم چاہیے

نعت لکھنی ہے مجھ کو ضمیرؔ
لمحۂ محترم چاہیے

جدید ادبی مرکز کے طرحی مشاعرے میں ۱۵ر جولائی ۱۹۹۸ء کو پڑھی گئی۔



گلشنِ دل کا گوشہ گوشہ مہکا لگتا ہے
مجھ کو نبی نے یاد کیا ہے، ایسا لگتا ہے

کب اِس کو فردوس کا اچھا چرچا لگتا ہے
دل کو مرے بس ذکرِ مدینہ اچھا لگتا ہے

اللہ اللہ اس ارضِ پُر نور کا کیا کہنا
ہر ذرہ شہرِ طیبہ کا تارا لگتا ہے

جس نے مدینے جانے کو سامانِ سفر باندھا
وقت کا وہ سلطان ہے، قسمت والا لگتا ہے

دنیا کی خوشیوں سے دل کو چین نہیں ملتا
ہجرِ نبی میں رونا اس کو اچھا لگتا ہے

آؤ چلو اے وقت کے مارو شہرِ طیبہ میں
آقا کے در پر رحمت کا میلہ لگتا ہے

کالی گھٹا بھی زلفِ نبی کا صدقہ ہو جیسے
چاند بھی مجھ کو پائے نبی کا تلوا لگتا ہے

کچھ تو بتا اے زائرِ طیبہ جو ہے یہاں روشن
شہرِ نبی میں چاند کا چہرہ کیسا لگتا ہے

کوئی شرابِ دنیا پی کر مست ہے اور مجھ کو
عشقِ نبی کا ساغر پینا اچھا لگتا ہے

خود ہی ضمیرؔ اشعار کے موتی جھڑتے جاتے ہیں
مدحتِ شاہِ دیں میں قلم بھی ڈوبا لگتا ہے



میرے اشکوں کی ہر اک بوند گہر ہو جائے
اُنؐ کی رحمت کی اگر ایک نظر ہو جائے

جب بھی یادِ شہہِؐ بطحا کا گزر ہو جائے
دل شگفتہ یہ بطرزِ گلِ تر ہو جائے

دل کی دھڑکن کو بھی سُنتی ہے سماعت اُن کی
میں انھیںؐ یاد کروں ، اُن کو خبر ہو جائے

وہؐ اگر چشمِ نبوت کا اشارہ کر دیں
پل میں شاداب تمنّا کا شجر ہو جائے

خواب ہی میں سہی میں دیکھ لوں آقاؐ کا جمال
اتنی حاصل مجھے معراجِ نظر ہو جائے

رہگذارِ شہہِؐ کونین پہ چلتے چلتے
ہے دُعا ختم یہ سانسوں کا سفر ہو جائے

کتنے دن بیت گئے ہیں یہ تمنا کرتے
کاش اک شب ہی مدینے میں بسر ہو جائے

اُنؐ کے عاشق کا کفن ہو نہیں سکتا میلا
غیر ممکن ہے کہ مٹی کا اثر ہو جائے

سہہ کے ہر ظلم یہ کہتے تھے بلالِؓ حبشی
غیر ممکن ہے کہ خم عشق کا سر ہو جائے

کر دیں سرکارؐ اگر چشمِ عنایت اے ضمیر!
خوشبوؤں والی مری شام و سحر ہو جائے

''اخبارِ مشرق'' کلکتہ ۱۹؍ ستمبر ۱۹۹۷ء



یہ غم نہیں کہ زمانہ ہماری گھات میں ہے
کہ اب تو دامنِ سرکارؐ اپنے ہات میں ہے

ابھی نہ چھیڑ تو جنّت کا ذکر اے واعظ
ابھی مدینہ ہمارے تصورات میں ہے

ملے گا کیسے جہاں کو حضور کا سایہ
خُدا کا نُور مکمل نبیؐ کی ذات میں ہے

مِرا وجود منوّر ہے کس کی تابش سے
یہ کس کے حُسن کا جلوہ تخیلات میں ہے

نبیؐ کا ذکر مسلسل کیا کرو لوگو!
نجات سب کی شہہِ انبیاء کی بات میں ہے

اُنھی کی ذات ہے وجہِ بنائے کون و مکاں
اُنھی کا ذکرِ حسیں ساری کائنات میں ہے

اِسی اُمید پہ لکھتا ہوں اُنؐ کی مدح ضمیرؔ!
مِری نجات کا سامان اُن کی نعت میں ہے



نورِ لم یزل

نعتیہ کلام کا مجموعہ

ضمیر یوسف

- نام: ضمیر احمد خان
- قلمی نام: ضمیر یوسف
- ولادت: ۱۹۶۶ء برن پور (بردوان)
- آغاز شاعری: ۱۹۸۲ء

تصنیفات

- ایمان کی خوشبو ۱۹۸۸ء
- غزل کے جھروکے ۱۹۹۹ء
- نورِ لم یزل ۲۰۰۴ء

اعزاز وانعام

(۱) رضا ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی بھیونڈی سے

- امام احمد رضا ایوارڈ (برائے نعت) ۱۹۹۸ء

(۲) ادارہ مژگاں کی طرف سے

- مژگاں ایوارڈ (برائے نوجوان شاعر) ۲۰۰۰ء

(۳) بچوں کی نصابی کتاب گنگناتے حروف میں نظم کی شمولیت کے علاوہ مختلف تحقیقی مقالوں اور رسائل کے خاص نمبروں میں خصوصی ذکر

- پتہ

۲/۳۷۶، ایس، سی، روڈ۔ پلاٹ ۵۴، بوٹانیکل گارڈن
ہوڑہ ۷۱۱۱۰۳ (مغربی بنگال) فون ۲۶۸۸ ۱۳۰۸

منتظر اشاعت

- شہبازِ خیال (رباعیات)
- رحمت کی چاندنی (مجموعہ نعت)
- پنگھٹ پیپل چھاؤں (دوہے وکہہ مکرنیاں)
- شہر محبت (ماہیے)
- گھومتا آئینہ (صحافتی قطعات)
- میزانِ نظر (تبصرے ومضامین کا انتخاب)

زیرِ اہتمام
نوشاد مومن
مژگاں پبلی کیشنز
احمد وِلا ۸۵ جے توپسیا روڈ، کولکاتا۔ ۳۹